www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

اللہ رسول محمد

جولائی
2006ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

نظر کھوئی ہوئی ہے رنگ و بو میں
عقل کھوئی ہوئی ہے چار سو میں

نہ چھوڑ اے دل اندازِ سحر گاہی
اماں شائد ملے تجھے اللہ ہو میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جولائی 2006، جمادی الاول / جمادی الثانی

جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 12

مدیر

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن مینجر: رانا جاوید احمد

کمپوزڈ پرنٹنگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فاریسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

فہرست

اداریہ	محمد اسلم	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوال شیخ	انتخاب	5
ذکر اور طریقہ ذکر	امیر محمد اکرم اعوان	6
سالانہ اجتماع کی اہمیت	امیر محمد اکرم اعوان	14
تصوف کا حاصل	امیر محمد اکرم اعوان	20
اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	27
سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	38
یہ کیا تماشا ہے؟	عرفان صدیقی	41
روشنی کا سفر	محمد صدیق شاہ	43
انسانی زندگی ابدی ہے	اعجاز احمد بخاری	46
حیات طیبہ (سلسلہ وار)	ابوالاحمدین	50
غبارِ راہ (سلسلہ وار)	امیر محمد اکرم اعوان	53

انتخاب جدید پریس۔ لاہور 042-6314365 ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-2668819

E-Mail:info@alikhwan.org.pk Web Site: WWW.alikhwan.org.pk موبائل 0301-6045981

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرزِ تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

حصول علم کے ذرائع

یہاں قلب سے مراد مفسرین کرام کے نزدیک وہ دل ہے جس میں شعور ہو۔ ذکر الٰہی کا نور اور معرفت الٰہی کی کیفیات ہوں اور اگر اس سے کمتر ہو تو وہ درجہ تو ضرور حاصل ہو کہ کسی پر اعتماد کر کے اس کی بات پوری توجہ سے سنے تو سہی۔ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ پہلی قسم کے لوگ کاملین ہیں اور دوسری قسم کے مریدین۔ اگر انہیں یہ خیال ہو کہ اتنا کچھ بنانے کے بعد شاید قدرت باری کو سب کو دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہو تو یہ ان کا خیال فاسد ہے کہ ہم نے زمین آسمان اور ان کی ساری مخلوق کو چھ روز کی مقدار کے برابر عرصے میں پیدا کر دیا مگر کسی طرح کی تھکان نے ہمیں چھوا تک نہیں کہ یہ نقص ہے اور اللہ کی ذات نقائص سے بہت بلند ہے اگر اس کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے انکار پر ہی بضد ہوں تو آپ رنج نہ کیجئے بلکہ صبر کیجئے اور اپنے پروردگار کی تسبیح و تمجید کرتے رہیے سورج طلوع ہونے سے قبل اور غروب ہونے کے بعد یعنی شام و سحر اور دن کی ابتدا و انتہا اللہ کے ذکر پر کیجئے اور رات کو کیجئے اور سجدوں کے بعد یعنی فرض نمازوں کے بعد بھی ذکر و تسبیحات جاری رکھیے مفسرین کرام کے مطابق یہاں فرض نمازیں بھی مراد ہیں اور ان کے علاوہ تسبیحات اور زبانی اذکار بھی جو احادیث مبارکہ میں ارشاد ہوئے نیز ذکر دوام مراد ہے نیز مسنون اذکار صحابہ کرامؓ کو ارشاد فرمائے گئے جن کے قلوب ذاکر تھے اور جنہیں ذکر دوام حاصل تھا یہاں بھی صبح شام اور رات دن سے ذکر دوام بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ تسبیحات مسنونہ پڑھی جائیں تو برکات کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

وطن عزیز کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ ریاست مدینہ کے بعد یہ واحد مملکت ہے جو اسلام کے نام پر ایک خاص نظریے اور مقصد کے تحت وجود میں آئی۔ اس نعمت عظیم کو حاصل کئے 58 سال کا طویل عرصہ بیت چکا مگر ہر گزرنے والا دن ہمیں اپنے مقصد سے دور اور نظریے سے غافل کرتا گیا رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ آج ہمارا معاشرہ ظلم کی ہر تعریف پر پورا اترتا ہے۔

کرپشن رشوت سفارش اقربا پروری سودخوری ملاوٹ اخلاقی بے راہ روی فحاشی بے حیائی چوری ڈاکہ زنی قتل وغارت گری تفرقہ بازی مذہبی بے حسی ...... گنتے جائیے۔ ظلم کی اس سے بدترین مثال کیا ہوگی کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اللہ کا بندہ اللہ کے گھر اللہ کی عبادت کے دوران محفوظ نہیں ہم تو اسلام کی روشن ترین راہوں کے مسافر تھے۔ ظلم کے اس جنگل میں کیسے پہنچ گئے اور یہ کہ اب اس سے نکلنے کا طریقہ کیا ہے؟

مقبول ترین سیاسی جماعتیں اور افراد ناکام ہو چکے علماء کرام کو بھی آزما لیا گیا ایسے میں خاموشی اور مایوسی کے ساتھ حالات سے سمجھوتہ کرنا ہے یا امید کی کوئی کرن واپسی کا کوئی راستہ ہنوز باقی ہے؟ صرف ایک ہی راستہ حضور نبی کریم ﷺ کا متعین کردہ راستہ جس پر گامزن رہ کر صوفیا کرام نے ایک عالم کو اسلام کی کرنوں سے منور کیا۔ صوفیا ہر دور میں ہر ظلم کے خلاف صف آرا رہے۔ صوفیا تک پہنچنے کے لئے ہمیں صوفیا کے صحیح مرتبے اور اصل مقام کا تعین کر کے سچی طلب سے باقاعدہ جستجو اور پوری ہوش بندی سے اصل اور نقل میں پہچان کرنا ہوگی۔ وعظ ونصیحت مراقبات ومکاشفات اور تعویذ ومنتر کی بجائے صوفیا کو معاملات کی سخت ترین کسوٹی پر پرکھنا ہوگا کیونکہ رہبر انسانیت ﷺ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبادات کو نہیں معاملات کو معیار مقرر فرمایا تھا۔

صوفیا تارک الدنیا نہیں میدان عمل کے شاہسوار دربار نبوت کے سفیر برکات نبوت کے امین تعلیمات نبوت کا عملی نمونہ اور معاشرے کا بھرپور فعال متحرک اور ناگزیر کردار ہوتے ہیں۔ ہر عالم صوفی نہیں ہوتا مگر یہ صوفی عالم ضرور ہوتا ہے۔ انہیں معاملات زندگی کا صحیح ترین شعور حقائق اشیا کا کامل ادراک اور بصیرت وفراست کی وہ دولت عظیم عطا ہوتی ہے جسے مدبر کائنات ﷺ نے ''اللہ کا نور'' فرمایا تھا۔

صوفیا کرام تک رسائی کے لئے سچی طلب پرخلوص کوشش اور اللہ کی رحمت ضروری ہے۔ ان نابغہ روزگار ہستیوں کی پہچان معلم انسانیت نے یہ ارشاد فرمائی کہ ''انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے'' ان مقدس شخصیات کا واحد کام انسانی قلوب کی صفائی ہے اور قلوب کی صفائی کا اکلوتا نسخہ برکات نبوت ﷺ کا حصول ہے۔ وہ عظیم برکات جو قلب اطہر ﷺ سے صحابہ کرامؓ کو نصیب ہوئیں۔ صحابہ کرامؓ سے تابعین کے سینوں میں منتقل ہوئیں اور تابعین سے تبع تابعین کے حصے میں آئیں اس کے بعد قیامت تک اللہ کے ایسے منتخب بندے موجود رہے جنہوں نے ان برکات کو حاصل کر کے انسانیت تک پہنچانے کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

آج ہر ابھرنے والا سورج ایک نئی قیامت سے روشناس کراتا ہے۔ وطن عزیز کا ہر شہری گھٹن بے سکونی اضطراب اور مایوسی کا شکار ہے۔ روئے زمین پر امن وعدل نام کی کوئی چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ اس پرفتن دور میں ضروری ہے کہ ہم صوفیا کرام کو تلاش کریں ان سے وہ برکات حاصل کریں جو امانتاً سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں اللہ کی یاد کو دل میں بسانے کے لئے محنت کریں۔ ایسی دوکان تلاش کریں جہاں امراض قلب کا علاج ہوتا ہو اور ایسا طبیب ڈھونڈ نکالیں جو درد دل بانٹتا ہو۔

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے زیر اہتمام 7 جولائی 2006 سے 40 روزہ سالانہ روحانی اجتماع شروع ہو رہا ہے جسے آسان لفظوں میں امراض قلب کا فری کیمپ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس اجتماع کا واحد مقصد تزکیہ نفس اور صفائے قلب ہے۔ دنیا بھر سے ہر سال ہزاروں خوش نصیب اس اجتماع میں شریک ہوتے اور بقدر ظرف حصہ وصول کرتے ہیں۔ روائتی اجتماعات کے برعکس یہاں ذکر وفکر کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو کی ضربات سے دلوں کا زنگ اترتا ہے اللہ کی یاد دل میں رچ بس جاتی ہے اور مطلوب ومقصود بھی یہی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ظلمت وتاریکی کے اس بدترین دور میں اس کی بے پایاں رحمت نے یہ نعمت عظیم اتنی وافر مقدار میں جاری فرما دی ہے کہ یہاں پہنچنے والا کبھی خالی نہیں لوٹتا

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر — نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر — آبِ جزیرہ — دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

''میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سکھایا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرّم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔''

نعت

تیری یادوں کا چمن دل میں بسایا میں نے
راز جینے کا تیری یاد سے پایا میں نے

بو سے مٹی نے دیے تیرے قدم کو آقا
خاکِ بطحا کو ہے آنکھوں سے لگایا میں نے

مجھے معلوم ہے لپٹا تھا یہ تجھ سے آقا
درِ کعبہ کو بھی سینے سے لگایا میں نے

میں تو ذرہ ہوں میری ذات میں کیا رکھا ہے
تیری نسبت ہی سے پایا ہے جو پایا میں نے

دیکھوں اس شہرِ مقدس کی جھلک پھر اک بار
رختِ بے مایہ ہے کاندھے پہ اٹھایا میں نے

نام تیرا ہی تھا لب پر دمِ رخصت میرے
مالِ دنیا سے یہ سیماب کمایا میں نے

(ہوائی جہاز میں کراچی سے اسلام آباد آتے ہوئے)

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

1- مومن اور منافق میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مومن ساری محنت کرتا ہے حضور ﷺ کے ارشاد کی تکمیل کے لئے اور منافق حضور ﷺ کے حکم بھی اس لئے مانتا ہے کہ آپ کا تابع فرمان کہلا کر اپنا کوئی مفاد حاصل کر لے

2- ذکر کا مقصد یہ نہیں کہ انوارات نظر آ جائیں کیونکہ انوارات ہر کسی کو نظر نہیں آتے۔ اگر دل میں یہ خوف پیدا ہو جائے کہ میں گناہ نہ کروں تو مقصد حاصل ہو گیا لیکن اگر کردار متاثر نہیں ہوتا' اعمال نہیں بدلتے' اخلاق صحیح نہیں ہوتے' سوچ صحیح نہیں ہوتی اور محض روشنیاں نظر آتی ہیں تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا نفس ہمیں مختلف روشنیاں دکھا رہا ہو یا جس عجیب کام کے ساتھ کردار سازی نہ ہو اسے استدراج کہتے ہیں۔ وہ کافر کو بھی ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا ہی بدکاروں کو ہے۔

3- ذکر قلبی وہ دولت ہے جو ''لب'' عطا کرتی ہے' ایک خاص شعور پیدا کرتی ہے' ایک خاص درجے کا فکر عطا کرتی ہے' جو عملی زندگی کو متاثر کر کے اسے اللہ کی ناراضگی سے دور اور اللہ کی رضامندی کے قریب کرتا چلا جاتا ہے۔

ذکر اسلئے کیا جاتا ہے کہ خشوع الی اللہ نصیب ہو' اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک ایسی لگن' نظر نہ آنے والا' بیان نہ کرنے والا ایک ایسا غیبی اور اندرونی تعلق قائم ہو جائے کہ آدمی جہاں بھی ہو' جس حال میں بھی ہو اپنے رب کو واقعی اپنے قریب تر محسوس کرے۔

5- اللہ کی مکلّف مخلوق میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس کے ذکر سے مستغنی ہو۔ اسی لئے اللہ کریم نے ذکر سے محروم لوگوں کو غیر عقل مندوں میں شامل کیا ہے اور عقل مند و دانا انہی کو کہا جاتا ہے جو ہر حال میں اس کا ذکر کرتے ہیں تو گویا جو ذاکر نہیں ہیں وہ عقل مند نہیں ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر اور طریقہ ذکر

الحمدللہ جس سلسلہ ذکر سے اللہ نے ہمیں وابستہ فرمایا ہے اس میں طریقہ ذکر یہ منتخب کیا گیا کہ ہر سانس کی نگرانی کی جائے ہر سانس پہ نگاہ رکھی جائے ہر آنے جانے والے سانس کے ساتھ یہ توجہ کی جائے کہ اندر جانے والے سانس کے ساتھ لفظ "اللہ" اندر جا رہا ہے۔ دل کی گہرائی تک اُتر تا جا رہا ہے اور جب سانس باہر آتی ہے تو اُسکے ساتھ لفظ "ھُو" خارج ہوتا ہے اور "ہو" کی چوٹ لگتی ہے اُس لطیفے پر جس پر ہم ذکر کرنا چاہ رہے ہوں تو یہ ایک ردھم بن جاتا ہے کہ اندر سانس جائے "اللہ" باہر نکلے "ھُو" ہر سانس میں اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو۔

امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کا خصوصی خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن حکیم نے اللہ جل شانہٗ کی عظمت کی گواہ اُس کی ساری تخلیق کو بتایا ہے کائنات کا ہر ذرہ ہر تنکا ہر پتہ اُس کی تخلیق کا ایک شاہکار ہے اور اُس کی عظمت کا گواہ ہے یہ زمین' یہ آسمان ان کی خصوصیات' ان میں بسنے والی مخلوق اُس کا نظام اور اُس نظام کا ہمیشہ سے ایک خاص انداز ے پہ چلتے رہنا۔ عظمت الٰہی کی بے شمار نشانیاں ہیں جنہیں انسان گن نہیں سکتا! لیکن اس کے باوجود بیشتر انسان عظمت الٰہی سے بے بہرہ اُس کے قرب کی تمنا سے محروم اور اُس کی اطاعت کے شرف سے دور ہی رہتے ہیں۔ تو جب اس قدر بہتات ہے دلائل کی اور نشانیوں کی تو انسان کیوں محروم رہتے ہیں؟ رب جلیل نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ نشانیاں تو ہیں لیکن انہیں دیکھنے کے لئے ایک خاص نگاہ چاہئے' انہیں سمجھنے کے لئے ایک خاص شعور چاہئے اس سے نتائج اخذ کرنے کے لئے ایک خاص فہم وادراک چاہئے' وہ نگاہ وہ شعور وہ فہم وادراک ذکر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔

عقل کی رسائی ایک حد تک ہے اور چونکہ وہ خود مادی ہے مخلوق ہے تو اس کی سوچ کی رسائی بھی مادے تک ہے تخلیق تک ہے' عقل انسانی مختلف چیزوں کے خواص تو جان سکتی ہے خصوصیات تو جان سکتی ہے مختلف چیزوں کو ملا کر کوئی دوسری چیز تو بنا سکتی ہے مختلف رنگوں کے آمیزے سے نیا رنگ تو تیار کر سکتی ہے۔ مختلف کھانے کی چیزوں کو مختلف اندازے سے آمیز کر کے ایک نیا کھانا تو تیار کر سکتی ہے اینٹ گارا پتھر بنا سکتی ہے روڑے جوڑ کر مکان بنا سکتی ہے پُرزے جوڑ کر مشین بنا سکتی ہے یہ سارے کام تو کر سکتی ہے بدن کی سہولیات کا اندازہ کر سکتی ہے۔ ضروریات کا اندازہ کر سکتی ہے' جسم کو ڈھانپنے کے لئے لباس' جسم کو گرمی پہنچانے' سردی پہنچانے کے اسباب' جسم کا علاج یہ ساری چیزیں دائرہ تخلیق سے بالاتر ہیں۔ اور یہاں تک عقل محض کی رسائی نہیں اگر عقل محض ان چیزوں کو پا سکتی تو نبوت کا کوئی وجود نہ رہتا۔ نبی علیہ السلام کو مبعوث کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہ رہتی بلکہ ہر انسان جس کی عقل سلامت ہوتی اور جس کے پاس دنیوی علم ہوتا تو از خود عظمت باری کو پالیتا'

www.naqshbandiaowaisiah.com

لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

انسان نے سب کمالات حاصل کیے لیکن جب آخرت کی یا عالم بالا کی بات آئی یا عظمت باری کی بات آئی یا اُن حقائق کی جو دنیوی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اُن کی بات آئی جزا و سزا کی بات آئی' فرشتوں کی بات آئی۔

خود انسان کی اپنی ذات کی یہ بحث کہ انسان آتا کہاں سے ہے اور انسان جاتا کہاں ہے۔ یہ انسانوں کی فوج ظفر موج کہاں سے چلی آرہی ہے اس کا منبع و مصدر کیا ہے اور یہ کروڑوں اربوں انسان روزانہ جو زیر زمین چلے جاتے ہیں یہ جاتے کہاں ہیں ان سب سوالوں کا جواب عقل کے پاس نہیں ہے نہ از خود تنہا عقل وہاں پہنچ سکتی ہے۔ ان سب سوالوں کا جواب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے دیا۔

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے جب ان کا جواب دیا تو وہ جواب ایسا تھا جسے عقل نے بھی قبول کیا عقل کی استعداد یا عقل کی قبولیت کے خلاف نہیں ہے یعنی عقل انسانی سارے دین کو قبول کرتی ہے اور دین اسلام عین عقل کے مطابق ہے لیکن بغیر نبی کے از خود عقل اُس کا ادراک نہیں کر سکتی نور نبوت وہ ہے جو اس چیز کی نقاب کشائی فرماتا ہے اور جب یہ حقائق سامنے آتے ہیں تو عقل بھی انہیں قبول کرتی ہے عین عقل کے مطابق ہیں نور نبوت سے انسانوں کو ایک ایسا رشتہ رب جلیل سے نصیب ہوا جو بغیر اُس کے ممکن نہ تھا اور وہ تھا "دوام ذکر الٰہی"

نبی کریم ﷺ کے فیوضات و برکات کا اندازہ لگانا تو ممکن نہیں لیکن عظمت نبوت کی ایک جھلک آپ کے اس انداز میں نظر آتی ہے کہ جسے بھی نور ایمان نصیب ہوا اُسے حضور اکرم ﷺ کی ایک نگاہ نصیب ہوگئی یا اُس کی نگاہ وجود اطہر ﷺ پر پڑ گئی تو اُس کے وجود کا ہر ذرہ' خون کا ہر قطرہ' ہر ریشہ گوشت پوست سارا وجود ذاکر ہو گیا۔ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔

ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ. تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کھالوں سے لے کر قلوب تک یعنی باہر کی جلد سے لے کر انتہائی اندر دل تک وجود کا ہر ذرہ ذاکر ہو گیا یہ جو ذکر دوام ہے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ یہ وہ نگاہ عطا کرتا ہے وہ شعور عطا کرتا ہے وہ ادراک عطا کرتا ہے جو ہر ہر تخلیق سے خالق کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے جس طرح آپ کسی مکان کو بنا ہوا دیکھ کر بنانے والے کاریگر کی قابلیت کا اندازہ کرتے ہیں جس طرح آپ گھڑی دیکھ کر گھڑی ایجاد کرنے والے کی عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آپ موٹر کو دیکھ کر موٹر کے موجد کی بات آپ کے ذہن میں آتی ہے کہ جس شخص نے پہلے پہل اسے سوچ کر بنایا ہوگا۔ وہ کتنا قابل کتنا ذہین ہوگا' یا آپ مختلف ایجادات کو دیکھ کر یا مختلف مصنوعات کو دیکھ کر اُن کے بنانے والے یا ایجاد کرنے والے کی عظمت کے قائل ہوتے ہیں اسی طرح سے جب وہ نور وہ دوام ذکر اور اُس کی برکات انسانی قلب کو نصیب ہوتی ہے تو وہ ایک ایک تنکے سے عظمت باری کے دلائل جمع کرتا ہے۔ وہ ایک سورج کے طلوع و غروب سے بادلوں کے آنے جانے سے انسانوں کے عروج و زوال سے واقعات عالم سے ہواؤں کے چلنے سے بارش کے آنے سے قحط سالی ہو یا آبادی ہرا دا سے اُسے عظمت باری کے مختلف روپ' مختلف رنگ نظر آتے ہیں لیکن اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ وہ نعمت نصیب ہو جو معیت نبوت کا خاصہ ہے یعنی "دوام ذکر" جسے قرآن حکیم نے اس انداز میں فرمایا۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار. یہ شب و روز کا آنا جانا یہ زمین اور اس کی بے حد حساب خصوصیات یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

آسمانوں کی بلندیوں بغیر دیواروں بغیر ستون کے اُن کا کھڑا ہونا اُن پر بے شمار عجائبات اور بے حساب مخلوقات کا اُن میں بسنا یہ شب و روز کی آمدورفت اور اُس کے آنے جانے کے ساتھ ایک وسیع نظام کا متعلق ہونا ساری دنیا میں کسی نہ کسی لمحے ہر لمحے رات کا موجود رہنا ہر لمحے دن کا موجود رہنا اور اُن کی یہ آگے پیچھے بھاگ اور دوڑ' اوقات کی تبدیلی یہ ساری چیزیں اللہ کی عظمت پہ دلالت کرتی ہیں لیکن اس دلیل کو پانے کے لئے ایک خاص حال چاہئے۔ اور وہ حال یہ ہے۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم۔ ایسے لوگ جو کھڑے ہوں' بیٹھے ہوں یا لیٹے ہوں' ان کا کوئی حال ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو ہر حال میں اُنہیں اللہ کا ذکر نصیب ہو' اُن لوگوں کے لئے یہ آیات ہیں تو سب کے لئے لیکن ان سے استفادہ وہ کر سکتے ہیں۔ اب یہ جو تینوں حالتیں قرآن حکیم نے انسان کی بیان فرمائی ہیں۔ یہ ایسی ہیں کہ ہر لمحے انسان ان تینوں میں سے کسی ایک حال میں ہوتا ہے۔ یا بیٹھا ہے یا کھڑا ہے' کام کر رہا ہے' چل رہا ہے یا لیٹا ہے آرام کر رہا ہے' بیمار ہے یا صحت مند جب تک وہ زندہ ہے ان تینوں حالتوں میں سے ایک حال میں وہ ضرور ہوتا ہے رب جلیل نے فرمایا کہ ہر حال میں وہ ذکر کرتے ہیں۔ اس سے محققین فرماتے ہیں کہ زبانی ذکر یا ذکر لسانی جو ہے وہ اس کا مفہوم ادا نہیں کرتا۔ چونکہ زبان صرف ذکر نہیں کرے گی زبان انسان کی ساری ضروریات کی ترجمان ہے پھر اگر کوئی ایسا کرے کہ بغیر ذکر الٰہی کے کوئی بات بھی نہ کرے تو بھی جب وہ سو جائے گا زبان خاموش ہو جائے گی۔

تو کوئی ایسا حیلہ کوئی ایسی چیز جو اللہ کریم کے ذکر کو دوام اور ہمیشگی بخشتی ہو فرمایا وہ قلب ہے اور ذکر قلبی ہی اس کا جواب ہو سکتا ہے۔ تو پھر انسان کھڑا ہے یا بیٹھا یا چل رہا ہے یا بات کر رہا ہے کام کر رہا ہے یا سو رہا ہے کوئی بھی حال اُس کو ذکر سے نہیں روکتا۔ بلکہ ایک ایک دھڑکن میں وہ سینکڑوں بار اللہ کا ذکر کر جاتا ہے دھڑکتا ایک بار ہے اور اسم ذات کوئی سو بار دہرا جاتا ہے تو اس نعمت کو پانے کا سبب جو تھا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں وہ تو حضور اکرم ﷺ کی ایک نگاہ تھی یا آپ ﷺ پر طالب کی ایک نگاہ کافی تھی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کی مجلس میں بھی صرف مجلس کی حاضری کافی تھی۔ جو بھی حاضر ہوا وہ صحابہ کی صحبت سے تابعی بن کے اٹھا۔ تابعین کے پاس جو آیا وہ تبع تابعی کہلایا۔

اس کے بعد وہ قومیں نہ رہیں وہ طاقتیں نہ رہیں نہ طالبوں میں جذب رہا اور نہ توجہ کرنے والوں میں وہ شدت رہی۔

نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں نہ وہ عشق میں رہی گرمیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

توجہ کی ضرورت یعنی عمداً انوار القا کرنے کی ضرورت نبی کریم ﷺ کو نہ تھی بلکہ جس طرح سورج کو روشنی پہنچانے کے لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ روشنی حاصل کرنے والے کو صرف سورج کے سامنے آنے کا تکلف اور اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ سورج کو روشنی پہنچانے کے لئے متوجہ نہیں ہونا پڑتا یہی حال عظمت رسالت ﷺ کا ہے کہ نور نبوت سے مستفید ہونے کے لئے طالب کو اپنے آپ کو نبی ﷺ کے قدموں میں اتباع میں سامنے لانا پڑتا ہے حضور ﷺ کو توجہ نہیں کرنا پڑتی۔ نسبت صحابہؓ میں بھی یہ قوت قائم رہی' تابعین میں بھی۔ لیکن تبع تابعین میں یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

قوت نہ رہی کہ جو بھی کسی تبع تابعی سے ملا وہ بہت بڑا ابزرگ ہو گیا یا اُسے وہ کیفیات حاصل ہو گئیں انہیں توجہ کرنا پڑی پاس بٹھا کر تو لوگوں نے عمریں لگائیں' محنتیں کیں اور یوں جس شخص کے سینے میں یہ نور تھا اس نے توجہ کی اور جو طالب تھا اس نے پاس بیٹھ کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر اس چیز کو جذب کرنے کی کوشش کی تو اس عمل میں توجہ کرنے والا بھی ذاکر اور ذکر کرتا رہا حالت ذکر میں بیٹھا رہا اور توجہ لینے والا بھی مسلسل ذکر کرتا رہا۔ اب اس ذکر کی پھر مختلف صورتیں بنیں کسی نے اُسے کسی انداز میں کیا کسی دوسرے نے کسی اور انداز میں کیا۔

لیکن ایک بات یاد رکھیے اگر آپ سانس میں لفظ بنانا شروع کریں گے تو یہ مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ سانس سے ذکر نہیں کیا جاتا یہ جو ایک جملہ کہہ دیا جاتا ہے کہ سانس سے ہم ذکر کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ اسے بڑی توجہ سے سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ ہم سانس صرف تیزی سے لیتے ہیں' ذکر قلب سے کرتے ہیں' سانس تو ویسے بھی لیا جا رہا ہے' آرام سے بھی آدمی لے رہا ہے تیزی سے بھی لے لیتا ہے تو سانس لینا الگ ایک عمل ہے لیکن ذکر قلب سے کیا جاتا ہے' سانس سے نہیں۔ تو اگر ذکر قلب سے کیا جاتا ہے تو سانس کو تیزی کے ساتھ لینے کی کیا تک ہے؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو بدن کی حدت اور حرارت ہوتی ہے خون میں یہ سبب بنتا ہے انوارات کو جذب کرنے کا۔ جب بدن میں حدت یا حرارت نہ رہے تو وہ انوارات جذب نہیں کرتا اسی لئے آپ کسی میت پر لاکھ توجہ دیں اُس کے سارے ذرے بدن کو منور کر دیں تو جب آپ توجہ ہٹائیں گے تو وہ بدن پھر خالی ہوگا۔ اس لئے کہ اُس میں وہ قوت جاذبہ نہیں رہی' قبول کرنے کی استعداد نہیں رہی۔ یہی حال بدن کا زندگی میں بھی ہوتا ہے اُس میں حرارت تو موجود ہے لیکن اُس حرارت کا ایک خاص درجہ چاہئے اُن انوارات کو جذب کرنے اور قبول کرنے کے لئے تو اگر آپ آرام سے سانس لیتے رہیں اور متوجہ رہیں اور لمبا عرصہ لگائیں۔ ذکر پر عام سا طبعی طور پر جو سانس آ رہا ہے اللہ اللہ کرتے رہیں تو کئی برس لگیں گے ایک لطیفے کو منور کرنے کے لئے یعنی وہ حدت جو اُس لطیفے کے انوارات کو جزو بدن بنانے کے لئے ضروری ہے اُس پر کئی برس لگ جائیں گے مسلسل متوجہ رہ کر مسلسل ذکر کرتے کرتے آپ وہ حاصل کر سکیں گے۔ اور اس کے ساتھ شرط یہ ہوگی کہ جو آپ کو توجہ دے رہا ہے جو ذکر کرا رہا ہے اُس میں بھی یہ استعداد ہو کہ وہ آپ کا لطیفہ منور کر سکے جس کنویں سے آپ پانی لینا چاہتے ہیں اُس میں اتنا پانی بھی ہونا چاہئے کہ جو کیاری آپ سیراب کرنا چاہتے ہیں اُس تک اُس کا پانی پہنچ سکے۔

نسبت اویسیہ میں نسبت براہ راست اور قریب ترین نسبت ہے نبی کریم ﷺ کی تو اس میں آمد کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اس کنوئیں میں پیچھے سے آنے والے پانی کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ تو مشائخ عظام نے سیراب ہونے والی کھیتی کے لئے یا سیراب ہونے والے دل کے لئے یہ طریقہ تجویز فرمایا کہ نہایت تیزی سے نہایت قوت سے سانس لی جائے اور جتنی ہو سکے اتنی خون میں حرارت اور حدت پیدا کی جائے تاکہ ایک ہی ذکر میں صرف ایک نہیں سارے لطائف منور ہو جائیں تو سانس اس غرض سے تیزی سے لی جاتی ہے پھر یہ وجود کی حرکت کا ایک ردھم بن جاتا ہے سانس کا ایک ردھم بن جاتا ہے اس کے ساتھ عقل اور شعور اور ذہن کی توجہ اُس طرف ہو جاتی ہے کہ سانس میں اللہ اندر جا رہا ہے اور لفظ "ہو" باہر آ رہا ہے۔ یعنی سانس میں "اللہ ہو" بنتی نہیں سانس ہم تیزی سے بے تکلف لیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ جو ہمارا دماغ' ہماری عقل ہمارا شعور یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ ہر سانس میں لفظ "اللہ" اندر جا رہا ہے۔ لفظ "ہو" باہر آ رہا ہے تو اس طرح سے وجود کی حرکت سانس کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

آمدورفت اور انسان کی سوچ اور فکر مل کر ایک مضبوط توجہ پیدا کر دیتے ہیں جب تک یہ تینوں ایک انداز سے مل نہ جائیں تب تک ذکر میں لطف پیدا نہیں ہوتا تو یہ بودے بودے اعتراضات جو جواب کے قابل بھی نہیں ہیں کہ آپ سانس سے ذکر کیوں کرتے ہیں اور ناک اچھی نہیں ہوتی یہ ساری فضول سی باتیں ہیں۔

جو لوگ اس فن کو نہیں سمجھتے اب ایک آدمی موٹر چلانا ہی نہیں جانتا۔ موٹر کے فن کو نہیں جانتا وہ کہے کہ اس کا ادھر سے دھواں کیوں نکلا ہے اور ادھر پاؤں کیوں رکھتے ہیں ادھر ہاتھ کیوں لگاتے ہیں اُسے کیا خبر پاؤں کیا کرتا ہے ہاتھ کیا کرتا ہے' دھواں کہاں سے نکلتا ہے' تیل کہاں ڈالا جاتا ہے وہ خواہ مخواہ باتیں کرتا رہتا ہے جب تک اس فن کو سمجھ نہیں جانے نہیں' تب تک بات کرنے کا کیا فائدہ' تو ایسے اعتراضات کے جواب اس لئے نہیں دیئے جاتے کہ معترض اس فن سے واقف ہی نہیں ہوتے تو انہیں نہ سوال کرنے کا اندازہ ہوتا ہے اور جواب دیتے رہو تو ان کی سمجھ سے جواب بھی بالاتر ہوتا ہے تو کسی بھی فن کو سمجھنے کے لئے اُس پر اعتراض کرنے یا اُس کا جواب پانے کے لئے اُس فن کا حصول ضروری ہوتا ہے۔!

تو جن لوگوں کو اللہ نے یہ سعادت بخشی ہے میں بات ان سے کر رہا ہوں یہ سمجھ لیں کہ ذکر سانس سے نہیں کیا جاتا ذکر تو قلب سے کیا جاتا ہے سانس تیزی سے لی جاتی ہے کہ خون میں حدت پیدا ہو عقل کو دماغ کو اگر آپ اس سوچ پہ نہیں لگائیں گے تو وہ کسی دوسری فکر میں نکل جائے گی آپ ذکر کر رہے ہوں گے وہ دکان پہ بیٹھی ہوگی آپ ذکر کر رہے ہوں گی وہ بازار میں پھر رہی ہوگی آپ ذکر کر رہے ہوں گے وہ دوستوں کی مجلس میں ہوگی یا کاروبار میں ہوگی تو آپ اگر عقل کو دماغی سوچ کو بھی اس کے ساتھ لگا لیتے ہیں اور سانس کو بھی تیزی کے ساتھ لینا شروع کر دیتے ہیں' اس کے ساتھ وجود کی حرکت کا بھی ایک ردھم بن جاتا ہے تو یہ ساری چیزیں مل کر عقل کی توجہ کو بھی حاصل کرتی ہیں اور سانس تیزی سے آ کر بدن میں خون میں حرارت پیدا کرتا ہے تو جو توجہ شیخ کی طرف سے یا شیخ سلسلہ کی طرف سے آ رہی ہے وہ اُس حدت کے ساتھ ہر ذرہ وجود میں جذب ہونا شروع ہو جاتا ہے اس لئے لطائف میں غفلت کا آنا ممنوع ہے اگر آدمی لطائف میں عقل و شعور کھو دے یا اُس کی سوچ و فکر رہ جائے یا اُس کے سانس لینے کا انداز بدل جائے یا وہ کھانسنا شروع کر دے یا باتیں کرنا یا شعر پڑھنا شروع کر دے' آیات پڑھنا بھی شروع کر دے تو بھی انوارات منقطع ہو جاتے ہیں چونکہ وہ توجہ ہٹ جاتی ہے وہ ردھم نہیں رہتا توجہ دوسری طرف چلی جاتی ہے۔ تو وہ جو تسلسل ہوتا ہے انوارات کا وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لطائف نہایت سکون سے کئے جائیں' پوری خاموشی سے کئے جائیں پوری سوچ کو اس پہ مرکوز کیا جائے کہ ہر سانس میں لفظ ''اللہ'' اندر جا رہا ہے اور ''ہو'' باہر آ رہی ہے دل کی گہرائی تک۔

اس کی تعبیر بھی مختلف دوست مختلف انداز میں کرتے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور جو کچھ اپنے ذہن میں آتا ہے اُسے چلاتے رہتے ہیں۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کوئی کہتا ہے دل سے ''اللہ'' نکالو عرش پر لے جاؤ کوئی کہتا ہے وہاں سے ''ہو'' لاؤ وہاں مارو۔ یہ سارے فضول بکھیڑے ہیں۔ ہمارے سلسلے کی بڑی سیدھی سی بات ہے کہ سانس جب اندر کھینچی جاتی ہے تو لفظ ''اللہ'' کو دل کی گہرائیوں تک اپنے ساتھ لے کر اندر جاتی ہے تو جب باہر خارج ہوتی ہے تو لفظ ''ہو'' کو ساتھ خارج کرتی ہے اور ''ہو'' کی چوٹ اُس لطیفے پر لگتی ہے جس پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہم ذکر کر رہے ہوں۔ پہلے لطیفے پہ کر رہے ہیں دوسرے پہ کر رہے ہیں تیسرے پہ کر رہے ہیں تو اس طرح وہ ضرب بدلتی جاتی ہے جب تک آپ لطائف میں ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ذکر قلب سے کیا جاتا ہے سانس تیزی سے اس لئے لی جاتی ہے کہ خون میں حدت اور حرارت پیدا کرے اور جتنی حدت، جتنی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات آدمی اُس حدت اور حرارت سے گھبرا کر کھانس دیتا ہے یا اُس سے گھبرا کر بات کر لیتا ہے تو اگر کسی نے ایسا کیا ہو تو یہ بھی محسوس کیا ہو گا کہ کھانسے یا بات کرنے سے ایک غبار سا سینے سے نکل جاتا ہے وہی غبار مقصود تھا کہ اس میں قوت تھی انوارات کو جذب کرنے کی۔ اگر آپ نے بات کی یا کھانے یا دوسری طرف توجہ گئی تو غبار نکل گیا۔ وجود تو ہلکا محسوس ہوا جو جلن ہو رہی تھی وہ تو کم ہو گئی لیکن اُس کے ساتھ وہ جو پیوند لگ رہا تھا اُس میں رکاوٹ آ گئی۔ جس طرح لوہے کو لوہے کے ساتھ جوڑنے کے لئے گرم کرتے ہیں جس طرح سونے کو ٹانکہ لگانے کے لئے گرم کرتے ہیں۔ جس طرح چیزوں کو گرم کر کے یکجان کیا جاتا ہے اسی طرح حرارت غریزی یا خون کی حدت انوارات عالم بالا کو اپنے میں جذب کرتی ہے چونکہ یہ روح کی خصوصیات ہیں اور روح کا مسکن ہیں بدن یہ از خود جب تک منور نہ ہو روح کو بھی وہ نورانیت نصیب نہیں ہوتی اور روح منور ہو تو بدن بھی منور ہوتا ہے، بدن منور ہو تو روح بھی روشن ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں الگ الگ سمتوں کو نہیں جا سکتے کہ ایک کے لئے نور نازل ہو رہا ہو دوسرا ظلمت میں جا رہا ہو یہ ممکن نہیں ہے چونکہ یہ دونوں اتنے یکجا ہیں کہ دونوں کی کیفیت ایک سی ہوتی ہے تو اُس کیفیت کو پانے کے لئے اگر انسان تنہا بھی ذکر کرتا ہے تو اُسے توجہ قدرتی طور پر مشائخ سلسلہ کی نصیب ہوتی ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشے کسی کونے میں کسی لمحے ذکر شروع کرے تو اُس پر توجہ آنا نصیب ہو جاتی ہے تو اب اُس توجہ کو جذب کرنا اُسے وصول کرنا اُسے اپنے لطائف میں رچانا بسانا یہ اُس کی اپنی قوت ہے اُس توجہ پہ جو وہ سانس لینے کے عمل میں یا اپنی سوچ کو جو وہ سانس کے ساتھ coordinate کرتا ہے اُس کے ساتھ ملاتا ہے یا وجود کی حرکت سے یا اُس ذکر سے جو وہ قلب کے ساتھ کر رہا ہے ان سب چیزوں کی یکسوئی اور یکجائی کو اُس انجذاب میں اُن انوارات کو جذب کرنے میں ایک دخل ہے جتنی جتنی ان میں یکسوئی ہوتی جائے گی اتنی اتنی قوت جاذبہ زیادہ کام کرے گی اور جتنی آپ کو قوت جاذبہ زیادہ ہوتی جائے گی اتنے انوارات مزید آتے چلے جائیں گے۔

تو یہ ہے چھوٹا سا ایک طریقہ آسان سا جو ہم اپنے ذکر کی تعبیر یا اس کو سمجھنے کے لئے کرتے ہیں اور میرے خیال میں صاحب مجاز امرا حضرات یا وہ لوگ جو ذکر کراتے ہیں انہیں سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کے سمجھنے کی۔ میں نے کئی دوستوں سے اس کی مختلف تعبیریں سنی ہیں کہ وہ سن کر اپنے طور پر سمجھ لیتے ہیں پھر وہی اس کی آگے دوسروں کو تلقین کرتے رہتے ہیں اس کی اصلاح نہیں کرتے تو یہ سب احباب بڑے غور سے جو یہاں موجود نہیں ہیں انہیں پہنچا دی جائے کہ ثواب ہونا ایک الگ بات ہے اور کیفیات کو نقد حاصل کرنا ایک الگ بات ہے۔ ایک آدمی نماز ادا کرتا ہے اُس نے خواہ بے دلی سے کر لی زبردستی کر لی اپنے وقت پر شرائط کے ساتھ پڑھ لی تو ثواب کا مستحق ہے اُس نے وہ حکم پورا کر دیا جو نماز کے لئے ہے لیکن اُسی نماز میں اُن کیفیات کو جو اللہ کی تجلیات کے منعکس ہونے سے پیدا ہونی چاہئیں نقد وصول کرنا یا الگ بات ہے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ اُس کا ہر سجدہ اُسے ایک کیفیت دے اُس کا ہر قیام اُسے ایک لذت دے اُس کی ہر تسبیح اُسے اُس کا بدلہ دے تو اُس کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لئے ایک خاص توجہ ایک خاص محنت ایک خاص مجاہدے کی ضرورت پڑے گی۔

یہی حال اس ذکرِ قلبی کا ہے اس کا صرف ہم ثواب نہیں، ثواب سے بہت آگے کی طلب اور توقع رکھتے ہیں جمال باری کی تمنا رکھتے ہیں وصول الٰہی کی توقع رکھتے ہیں اور اُن کیفیات اور اُن لمحات کی توقع رکھتے ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائے۔ ان تعبدو اللّٰہ کانک تراہ' اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم بچشم خود اُس کے جمال کا مشاہدہ کررہے ہو تو اُس لمحے کو اُس کیفیت کو پانے کی تمنا رکھی جاتی ہے اُس کے لئے یہ زائد محنت کی جاتی ہے۔ جو یہ تمنا نہیں کرتا۔ وہ یہ زائد محنت نہ کرے جو یہ طلب رکھتا ہے اُس پر اُس کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں کہ وہ کیوں محنت کرے آدمی دال روٹی پہ گزارا کرتا ہے اور ٹائم نہیں لگا تا اُس کی اپنی مرضی ....

اللہ نے طریقہ ذکر پر کوئی پابندی نہیں لگائی دیکھو کتنی کھلی بات ہے۔ الذین یذکرون اللّٰہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم. کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔ کوئی پابندی نہیں لگائی تو صرف ایک پابندی ہوگی طریقہ ہائے ذکر میں کہ ذکر کی آڑ لے کر کوئی ایسا انداز کوئی ایسا طریقہ نہ اختیار کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہو کسی دوسرے کے آرام میں مخل ہو یا واویلا کرنا یا غیر شرعی انداز میں شعر و شاعری کرنا یا اس طرح کے گانے بجانے شروع کر دینا یا اور کوئی بھی ایسا طریقہ جو شرعاً ممنوع ہو وہ اس آڑ میں اختیار نہیں کیا جا سکے گا کہ ذکر کا ہر حال میں حکم ہے لیکن وہ حال ممنوع ہے جو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے منع کر دیا اور جس حال سے جس طریقے سے کوئی منع کا ثبوت نہیں ملتا اُس سے کسی کو ذکر سے روکا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے اپنے سلاسل کے لوگوں کے اپنے مشائخ عظام کے اپنے اپنے تجربات اور عمروں کا حاصل ہے کہ کس نے کس طریقے سے کیا اور زیادہ فائدہ ہوا۔ اس میں ایک دوسرے سے الجھنا بھی مناسب نہیں۔ جو جس طریقے سے کرتا ہے اگر وہ شرعی حدود کے اندر ہے تو اُسے حق حاصل ہے نہ ہم کسی پر اعتراض کر سکتے ہیں نہ کوئی ہم پہ کر سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم میں سے کوئی بھی طریقہ شرعی سے تجاوز کرے۔ یہ الگ بات ہے اُس سے روکنا یا اُس پر اعتراض کرنا یا اُس سے منع کرنا سمجھانا یہ دوسری بات ہے لیکن محض اس لئے اعتراض کرنا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی تو ہر آدمی کو سمجھانے کے ہم مکلف بھی نہیں جو شخص یہ کام کرتا ہی نہیں جو اس جنس کا گاہک ہی نہیں جو اس بازار ہی میں نہیں آتا اُسے سمجھانے کی کس کے پاس فرصت ہے۔ کون اتنا نکما اور فارغ ہے کہ جو اس راستے پہ چلنا ہی نہیں چاہتا اُسے اُس راستے پہ آگاہ کرنے چل پڑے آپ نے کبھی کوئی ایسا انسان دیکھا کہ جس طرف جانا ہی نہیں چاہتا اُس کے ساتھ سر کھپاتا رہے کہ اس راستے میں فلاں موڑ ہے' فلاں چڑھائی ہے اُسے جانا ہی نہیں تو اُسے سمجھانے کی کیا ضرورت ہے اور اُسے سمجھنے اور اعتراض کرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔ جس طرح بات کرنے سے حدت ختم ہو جاتی ہے اُسی طرح لطائف میں غفلت آنے اور توجہ کے ہٹ جانے سے وہ گرمی رخصت ہو جاتی ہے اور انوارات منقطع ہو جاتے ہیں لطائف جاگ کر کریں' ہوش سے کریں' سمجھ کر کریں' جوش سے کریں' تیزی سے کریں' قوت سے کریں تو ان چیزوں کو جتنا آپ پالیں گے اتنی برکات زیادہ ہوں گی۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

سالانہ اجتماع کی اہمیت

سالانہ اجتماع ایک سال کے بعد آتا ہے اور اس کی ایک ایک گھڑی اتنی قیمتی ہے کہ اگر دنیا سارے کی ساری بھی اُس پر لٹا دی جائے تو کم ہے اور جن لوگوں کو سارے اجتماع میں فرصت نہیں ملتی وہ اجتماع کا یا کسی کا نہیں اپنا نقصان کرتے ہیں۔ اجتماع پہ جو ایک پل میں رحمتیں نصیب ہوتی ہیں وہ شاید اس کے علاوہ زندگی بھر میں نصیب نہ ہوں۔

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 8-8-2005

الحمدللہ رب العلمین۔

والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد الہٖ واصحابہ

اجمعین۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد عالی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کریم نے کچھ فرشتے ایسے بنائے ہیں جن کا کام صرف اہل ذکر کو تلاش کرنا اور ذکر کی محافل کو تلاش کرنا ہے۔ روئے زمین پہ پھیل جاتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے وہاں جس کسی کو پتہ چلتا ہے وہ دوسروں کو بھی پکارتا ہے کہ یہاں آ جاؤ اور ارشاد ہے کہ وہ جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں پھر پچھلا اُس کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے اُس سے پچھلا اُس سے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ آسمانوں تک اُن کا ہجوم چلا جاتا ہے پھر جب ذکر ختم ہوتا ہے، واپس جاتے ہیں تو اللہ کریم جو سب کچھ جانتا ہے وہ اُن سے استفسار فرماتا ہے کہ کیا دیکھا ہے تم نے؟ یا اللہ تیرے کچھ بندے تھے بڑی لگن سے بڑے خلوص سے تیرا ذکر کر رہے تھے، تیرے اسم ذات کو دہرا رہے تھے، تیری تجلیات برس رہی تھیں۔ کون کون لوگ تھے؟ پھر وہ بتاتے ہیں کچھ ایسے بندے درمیان میں آ جاتے ہیں جن کا وہ بتاتے ہیں کہ یہ حقیقتاً ذاکر تو نہیں تھے لیکن اُس محفل میں آ گئے تھے اور وہاں موجود تھے ذکر کی غرض سے نہیں آئے تھے لیکن آ گئے کسی سے کوئی کام ہوگا کوئی مقصد ہوگا، کسی سے ملنے آئے ہوں گے تو وہیں رُک گئے تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ گواہ رہو! میں نے اُن کو بھی بخش دیا۔ وہ فرشتے گزارش کرتے ہیں یا اللہ وہ ذکر کے لئے تو نہیں آئے تھے تو ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا ذکر کرنے والے یا اللہ کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ ھم قوم لا یشقیٰ جلیسُھُم۔ یہ ایک ایسا طبقہ ہے کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔ ذاکرین جو ہیں وہ ایسے لوگ ہیں یہ ایک ایسا طبقہ ہے لا یشقیٰ جلیسھُم جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا اور یہ اللہ کریم کا احسان ہوتا ہے کہ کسی کو توفیق دے کہ وہ اہل ذکر کی مجلس اختیار کرے یا اُن کے پاس جائے یا اُن کا احساس ہو اُسے، احترام کرے، علماء حق فرماتے ہیں کہ نبی کی طرح کسی ولی پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے کہ ماننا اُس کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

احترام کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایک عام آدمی ہے ہمارے پاس اُس کی ولایت کی کوئی سند نہیں ہے لیکن اگر اہل اللہ سے مستفید نہ ہو سکے تو اُن کا انکار نہ کرے اُن کو اللہ کے سپرد کرے اور اُن کے حال پہ رہنے دے اُن پہ تنقید نہ کرے اُن کا انکار نہ کرے۔ مولانا تھانوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کرے تو یہ کفر تو نہیں ہے لیکن ایسے لوگ مرتے عموماً کفر ہی پر ہیں۔

ذکر الٰہی اللہ کی یاد کا دل میں بس جانا اور حصول حضور الٰہی نصیب ہو جانا بندے کو ایک احساس ایک کیفیت کا نصیب ہو جانا کہ واقعی میرا پروردگار میرے ساتھ ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس کے لئے اعمال آسان ہو جاتے ہیں' تعمیل ارشاد آسان ہو جاتی ہے بلکہ اُس میں اُسے لذت ملتی ہے کیف ملتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا باقی ساری مخلوق سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جب اللہ کریم اُس کے ساتھ ہے تو پھر اُسے کسی سے ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ کسی سے کوئی طمع اور کوئی لالچ بھی نہیں رہتا۔ کسی طمع میں آ کر وہ گناہ میں مبتلا ہو یا کسی سے ڈر کر کوئی برائی کرے یہ باتیں تب تک ہوتی ہیں جب تک بندہ خود کو اکیلا محسوس کرتا ہے' کمزور محسوس کرتا ہے' اپنے سے طاقتور سے ڈرتا ہے' اپنے سے امیر آدمی سے توقعات وابستہ کر لیتا ہے' حکمرانوں سے توقعات وابستہ کر لیتا ہے لیکن جب معیت باری نصیب ہوتی ہے تو پھر اُس کی نظر میں کوئی ایسی ہستی باقی نہیں رہتی جس سے ڈرا جائے یا جس سے توقعات وابستہ کی جائیں اور اہل اللہ کے اگر حالات پڑھے جائیں تو یہ جن لوگوں کے اسماء گرامی آج بڑے احترام سے لئے جاتے ہیں اور بڑے حوالے دیئے جاتے ہیں ان لوگوں کو ان کی زندگیوں میں تو شہروں سے نکال دیا گیا تھا! بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جیسے اور ابوالحسن خرقانی رحمتہا اللہ علیہ جیسے لوگ جنگلوں میں فوت ہوئے اس لئے نہیں کہ وہ شہروں میں رہنا نہیں چاہتے تھے' اس لئے کہ اُس وقت کی حکومتوں نے جب اُن کے ساتھ ہجوم ہو گئے تو انہوں نے اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے شہروں سے نکال دیا تھا اُس سے ملنے جلنے پہ پابندیاں لگا دی تھیں۔ یہاں ہندوستان میں بزرگان دین کے حالات پڑھیں تو انہیں بادشاہ جب سمجھتے کہ زیادہ بھیڑ ہو گئی ہے تو حج پہ روانہ کر دیتا۔ برسوں لگتے تھے آنے جانے میں کہ کچھ تو مصیبت ٹل جائے اگر زیادہ احترام کرتے تو حج پہ روانہ کر دیتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جن کا بڑا چرچا ہے اُن کے اپنے شاگردوں میں سے ایک کابل کا افغانی تھا اُس نے ان پر کفر تک کا فتویٰ لگایا اور ان کے خلاف ایک پوری جماعت بنائی تھی۔ جہانگیر کو جب سجدے سے آپ نے روک دیا تو اُس نے حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو قید کر دیا اُس کا ایک جرنیل آپ کا مرید تھا اُس نے بادشاہ کو قید کر لیا پھر حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ آزاد ہوئے بادشاہ بھی آزاد ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت میرے ساتھ رہا کریں گے' ہمیں ان کی برکات کی ضرورت ہے لیکن مقصد یہ تھا کہ عام آدمی ان تک پہنچ نہ پائے۔ بڑا عرصہ پھر شاہی لشکر کے ساتھ آپ کو رہنا پڑا۔ مقصد یہ تھا کہ انہیں لوگوں سے دور کر دیا جائے چلو قید کر کے نہ سہی تو یہ بھی تو ایک قید ہے۔ یہ دوسری طرح کی قید ہے لیکن اللہ کے بندوں نے ہر حال میں ہر عالم میں ان چیزوں کا مقابلہ جاری رکھا۔ اس لئے کہ انہیں معیت باری حاصل تھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کسی بادشاہ کی ناراضگی سے یا کسی ہجوم کے آنے سے یا لوگوں کی توجہ سے۔ یہ تو ایک عام بات ہے کہ بعدِ وصال پھر لوگ چرچا شروع کر دیتے ہیں لیکن زندگی میں بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں اللہ کے بندوں نے۔ الحمد للہ ہم پر اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ حضرت

www.naqshbandiaowaisiah.com

رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی ڈنکے کی چوٹ کام کیا اور اللہ نے ان مصائب سے ہمیں محفوظ رکھا کچھ لوگ شور بھی کرتے رہے کچھ لوگوں نے فتوے بھی دیئے کچھ حکمران بھی ناراض رہے لیکن الحمدللہ نوبت اُس حد تک نہیں گئی۔ تب سے اب تک اعتراض کرنے والے بھی موجود ہیں اور حکومتوں اور حکمرانوں کی ناراضگیاں بھی اپنی جگہ موجود ہیں۔ مقامی تو کیا باہر کی حکومتیں بھی خفا بیٹھی رہتی ہیں لیکن اللہ کریم کا احسان ہے الحمدللہ کہ ہماری ذات پر ہمارے کام پر ہماری اللہ اللہ پر ہمارے بیان پر کسی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ محض اللہ کا احسان ہے۔ الحمدللہ کوئی تنگی کوئی تُرشی کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ اللہ کا احسان ہے وہ بڑے ہمت والے اور بڑے تگڑے لوگ تھے ہم کمزور لوگ ہیں شاید اللہ نے ہمیں اس لئے بچایا ہوا ہے کہ ہم سے برداشت ہی نہ ہو سکے گا بہرحال یہ اُس کا احسان ہے وہ خود جانتا ہے جس لئے بھی اُس نے بچایا ہوا ہے۔ یہ اُس کا احسان ہے کہ اُس نے بچایا ہوا ہے کسی دولت مند سے الحمدللہ کوئی طمع نہیں' کسی طاقتور سے کوئی ڈر نہیں' نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ کوئی لالچ ہے یہ اُس کا احسان ہے وہ خود ہی سارے انتظام فرماتا رہتا ہے۔ الحمدللہ اور بہت آسانیاں ہیں آپ لوگ اتنے جمع ہوتے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ کوئی آنے جانے سے نہیں روکتا۔ اب بین الاقوامی اجتماع ہو رہا ہے الحمدللہ کسی نے کوئی پابندی کوئی شوروشرابا کوئی کھپ کوئی پولیس چوکی کسی نے کچھ پریشان کیا تو ہمارا تو لے دے کے مقابلہ اپنے آپ سے رہ جاتا ہے کہ ہم خود اللہ کے اس احسان کو کیا اہمیت دیتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو افکارِ دنیا سے اس کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔ سالانہ اجتماع ایک سال کے بعد آتا ہے اور اس کی ایک ایک گھڑی اتنی قیمتی ہے کہ اگر دنیا سارے کی ساری بھی اُس پر لٹا دی جائے تو کم ہے اور جن لوگوں کو سارے اجتماع میں فرصت نہیں ملتی وہ اجتماع کا یا کسی کا نہیں اپنا نقصان کرتے ہیں۔ اجتماع پہ جو ایک پل میں رحمتیں نصیب ہوتی ہیں وہ شاید اس کے علاوہ زندگی بھر میں نصیب نہ ہوں اور ایک سال کے بعد یہ ہوتا ہے تو بندہ آسانی سے اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت ضرور محفوظ کر سکتا ہے۔ ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے اور یہ بھی ہمارا وہم ہے کہ میں یہاں نہیں ہوں گا تو وہ کام نہیں ہوگا۔ میں یہاں نہیں ہوں گا تو وہ رہ جائے گا ایک دن ہم نہیں ہوں گے اور سارے کام ہو رہے ہیں ہوں گے۔ کتنی دنیا کام کرتے کرتے اور کام سنوارتے سنوارتے چلی گئی۔ دنیا کا نظام رُکا تو نہیں وہی سورج طلوع ہوتا ہے' وہی دن ہے وہی رات ہے' وہی ہوائیں چلتی ہیں' وہی برسات ہے اور وہی گرمی سردی ہے وہی ہر چیز پیدا ہو رہی ہے مخلوق مر رہی ہے' پھول کھل رہے ہیں' فصل پک رہے ہیں کونسا کام رُک گیا ہے کسی کے نہ ہونے سے! کارگہہ حیات اُس کی اپنی ہے اور وہ اپنی مرضی سے لوگوں کو بھیجتا رہتا ہے۔ حکم دیتا ہے کہ یہاں رہ کر اسے سنوارو۔ کوئی بدنصیب سنوارنے کی جگہ بگاڑ شروع کر دیتے ہیں' دین کی جگہ کفر کی طرف چلے جاتے ہیں۔ لیکن وہ فرما دیتا ہے کہ جتنے وقت کے لئے تمہاری نوکری ہے وہ وقت لگا کر آؤ پھر دیکھیں گے کہ تم سنوار کر آئے ہو یا بگاڑ کر آئے ہو حساب بعد میں کر لیں گے ان الینا ایابھم. ثم ان علینا حسابھم. تم نے پلٹ کر میری بارگاہ میں آنا ہے اور میرے ذمے ہے میں محاسبہ کر لوں گا۔ کفر اور فسق اور بُرائی کو اللہ کریم نے فساد قرار دیا اور فرمایا۔ لا تفسدو فی الارض. روئے زمین کو میں نے کتنی خوبصورتی سے کتنے حُسن سے سجایا ہے۔ کتنا آرام دہ بنایا ہے اور کتنا خوبصورت بنایا ہے اور ہر ضرورت کی چیز مہیا فرما دی ہے۔ اب اسے خراب نہ کرو اس میں فساد

پیدا نہ کرو چیزوں کو غلط جگہ پہ رکھنے سے' ترتیب بدل جانے سے فساد ہو جائے گا' ہر چیز خراب ہوگی جو چیز جہاں رکھنے کا حکم دیا ہے' جو کام جیسے کرنے کا حکم دیا ہے ویسا کرو۔ نافرمانی کرو گے یا کفر اختیار کرو گے تو کفر کے بعد تو پھر اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایمان لاؤ گے اور اُس کے بعد بھی نافرمانی کرو گے تو فساد پیدا ہوگا۔ اور اتنی آرام دہ اتنی خوبصورت جگہ اتنا بہترین گھر ہے یہ ہر ضرورت کی چیز یہاں مہیا فرما دی گئی ہے تو اسے خراب نہ کرو اور اگر کوئی خراب کرنے کی کوشش کرے گا یا خراب ہوگی یا توڑ پھوڑ ہوگی تو اسے جواب دینا ہوگا کہ وہ آیا تو سنوارنے کے لئے تھا امتحان تو یہ تھا کہ تم اس گلزار کی کتنی آبیاری کرتے ہو' کتنی کانٹ چھانٹ کرتے ہو' کتنے خوبصورت پودے پالتے ہو' کتنا اچھا انتظام کرتے ہو لیکن تم نے یہاں آ کر پھل، پھول کے درختوں پر بھی کلہاڑی چلانی شروع کر دی' تباہی جو کرے گا اُس کا جواب دہ ہوگا دار دنیا بہت وسیع ہے اور اسے سنوارنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو سنوارنا پڑتا ہے۔ اپنے مزاج کو اپنی سوچ کو اپنی فکر کو سنوارنا پڑتا ہے اپنے ارادوں کو سنوارنا پڑتا ہے ساری محنت جو کرنا پڑتی ہے وہ صرف اپنے آپ پہ کرنا پڑتی ہے۔ باقی کام سنورتے چلے جاتے ہیں اللہ کریم کی طرف سے روزی مقدر ہے ملے گی' سنوارنا اپنے آپ کو پڑتا ہے حلال پہ قناعت کرتا ہے یا حلال حرام کی تمیز کئے بغیر لپیٹتا چلا جاتا ہے اسی طرح باقی سارے امور میں بھی اگر اپنا آپ سنور جائے' اپنا مزاج سنور جائے' اپنا دل سنور جائے' اپنی سوچ سنور جائے تو بحمد اللہ ہر چیز سنورتی چلی جاتی ہے اور ذکر قلبی اپنی اصلاح کا آخری نسخہ ہے وہ جیسے کہتے نا

Life Saving Drug ہے۔ یہ زندگی بچانے والی دوا ہے۔ یہ ذکر الٰہی زندگی بچانے والی دوا ہے اگر کسی کو اس سے بھی شفا نہیں ہوتی تو پھر شفا اُس کا مقدر نہیں ہے۔ پھر وہ اپنا آپ اتنا بگاڑ چکا ہے اُس کی بیماری اتنی بڑھ چکی ہے نافرمانی میں اس حد تک جا چکا ہے کہ اللہ کو اُس کی واپسی منظور نہیں۔

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم. وعلی ابصار ھم غشاوۃ.

دلوں پہ مہر ہو جاتی ہے آنکھوں اور کانوں پر پردے گرا دیئے جاتے ہیں نہ اُسے حق نظر آتا ہے نہ حق اُس کے دل میں اُترتا ہے اور اس کی وجہ ہمارے گناہ ہمارے جرائم ہوتے ہیں کہ کوئی گناہ کرتے کرتے اُس حد تک چلا گیا کہ توبہ کی توفیق بھی نصیب نہ ہو سکی تو بہر حال انسان اس دنیا میں بھی پُل صراط پہ ہی چل رہا ہے۔ جو اس دنیا میں پُل صراط سے گزر جائے گا وہ آخرت میں بھی پُل صراط سے محفوظ مامون گزر جائے گا۔ یہ بھی پُل صراط ہے دائیں بائیں جو بھی گرے گا تباہ ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی زمین پر اُس کے ساتھ بے شمار خط دونوں طرف آپ ﷺ نے نکال دیئے فرمایا یہ جو سیدھا راستہ درمیان میں ہے یہ میرا راستہ ہے یہ کامیابی کا راستہ ہے یہ دائیں بائیں جدھر بھی کوئی نکلے گا۔ تباہ ہو جائے گا تو پوری زندگی اس نعمت کی حفاظت کیجئے اللہ اللہ کی حفاظت کیجئے کوشش کیجئے کہ اللہ حرام سے بچائے کوشش کیجئے کہ ہمارے کردار سے اللہ کی زمین پہ فساد نہ ہو ہم کوئی ایسا گناہ نہ کریں کہ مصیبت دوسروں پر بھی آئے ہمارے ساتھ دوسرے بھی تباہ ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی چڑیا کے انڈے اگر گیدڑ کھا جاتا ہے تو یہ اثر بھی کسی انسان کی نافرمانی کا ہوتا ہے کہ جنگل کی مخلوق پہ بھی تباہی آتی ہے۔ ہر بندے کے کردار کا ایک اثر ہوتا ہے جیسے آپ تالاب میں کوئی کنکری پھینکیں تو وہ دائرے بنتے ہیں اسی طرح بندہ بھی جو عمل کرتا ہے ہر عمل کا اثر روئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

زمین پر پھیلتا ہے اللہ توفیق دے نیکی کرے بھلائی کرے تو بھلا اثر پھیلتا ہے۔ اور خدانخواستہ نافرمانی کرے تو ایک بُرا اثر تباہی کا خرابی کا اثر پھیلتا ہے جسے قرآن حکیم نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس.

لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے زمینوں پر سمندروں پر فساد پیدا ہو گیا۔ تباہی پیدا ہو گئی خرابی پیدا ہو گئی اب آپ دیکھیں کہ اس وقت دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں قتل و غارت گری نہ ہو رہی ہو کوئی گوشہ محفوظ نہیں ہے یہ ساری تباہی اتنی آفت کیوں آ رہی ہے جو اس زمانے کے لوگوں کا کردار ہے۔ یہ ہمارے اعمال ہیں جو اس توڑ پھوڑ کا سبب بن رہے ہیں اور اگر خرابی کرنے والے لوگ خرابی کرنے سے باز نہیں آتے تو جنہیں اللہ نے توفیق دی ہے کہ اس کو کچھ سنواریں کچھ بچا سکیں انہیں اور زیادہ محنت کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ ہمیشہ ہر دور میں۔ وقلیل من عبادی الشکور کہ شکر گزار بندے ہمیشہ ہر دور میں کم ہوتے ہیں۔ انسان کو چونکہ اختیارات دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لئے راستہ چن لے تو عموماً دنیوی لالچ میں آ کر خواہشات نفسانی میں آ کر اپنے لئے غلط راستہ چن بیٹھتا ہے تو غلط راستہ چلنے والوں کی اکثریت ہوتی ہے اور وہ خوش نصیب جو شکر کا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ ہر عہد میں کم ہوتے ہیں۔ اللہ کریم نے فرمایا وقلیل من عبادی الشکور ۔ کہ جو زمانے بڑے پُر امن گزرتے ہیں۔ اُس میں بھی شکر گزار بندے روئے زمین کی افرادی قوت کے مقابلے میں کم ہوتے ہیں پھر امن کیسے قائم ہو جاتا ہے؟ وہ اتنے اطاعت گزار اتنے مخلص اور اسقدر کیفیات کے حامل ہوتے ہیں کہ اکثریت کی برائیوں کو اُن کی بھلائی مٹا دیتی ہے اور بجائے اُن کی بُرائی سے تباہی آنے کے ان کی نیکی کی وجہ سے اہل دنیا کو امن نصیب ہو جاتا ہے۔ آپ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا عہد دیکھیے تو کفار کو امن بھی اور عدل بھی نصیب ہوا۔ عدل بھی نصیب ہوا امن بھی نصیب ہوا۔ اس لئے نہیں کہ کفار نیک ہو گئے تھے اس لئے کہ اُن کا خلوص اتنا تھا کیسے عجیب لوگ تھے۔ ایک تاریخی بات ہے آپ روئے زمین کا نقشہ سامنے رکھیں ۔ تاریخ کھول کر دیکھیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین روئے زمین پر جہاں تک پہنچے ہسپانیہ سے افریقہ تک اور مالدیپ سے چین تک' جہاں جہاں صحابہ کرام پہنچے ہیں اُس زمین سے اللہ کا نام مٹایا نہیں جا سکا۔ آپ چین کو ہی دیکھ لیں سارا چین کمیونسٹ ہو گیا لیکن کاشغر جو صحابہ نے فتح کیا تھا وہ صوبہ ابھی تک اذائیں دے رہا ہے اور نمازیں پڑھ رہا ہے۔ اسلام موجود ہے' مسلمان موجود ہیں روس میں جو حصے آئے پون صدی تک اذان دنیا جرم تھا نماز پڑھنا جرم تھا قرآن پڑھنا جرم تھا مساجد بند کر دی گئیں پون صدی کے بعد جب کیمونزم کا طلسم ٹوٹا تو اللہ اکبر کی صدا پھر بلند ہو گئی۔ مٹایا نہیں جا سکتا اور یہ وہ خطے ہیں جہاں صحابہ کرام کے قدوم مبارک زمین پر لگے۔ یہ اُن کے خلوص کا ثمر ہے کہ جس زمین پر انہوں نے قدم مبارک رکھا وہاں پھر اسلام اذان' صلوٰۃ اللہ کی یاد اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی ﷺ کے احکام مٹائے نہیں جا سکے وہ زمین محروم نہیں ہوئی۔

تو اس طرح ہر عہد کے لوگوں پہ یہ ذمہ داری آ جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں دنیا بدل گئی ہے زمانہ خراب ہو گیا ہے یہ ہو گیا وہ ہو گیا ہے۔ زمانہ ہمیشہ سے اپنی طرز پہ چلا آ رہا ہے اور افراد ہمیشہ اس طرح کے ہوتے ہیں۔ جب امن ہوتا ہے تو اُس وقت اللہ اللہ کرنے والے لوگ محنت کرتے ہیں خلوص سے کرتے ہیں اور اتنی کرتے ہیں کہ بُرائی پہ اُن کی نیکی غالب آ جاتی ہے اور کافروں کو بھی امن نصیب ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

جاتا ہے۔ اس لئے میرے بھائی اللہ کے اس گلشن کو سنوارنے کے لئے اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے جس طرح قتل ناحق اگر ایک آدمی کا ہے تو ایسا ہے۔ جیسے ساری انسانیت کا ہے تو اس طرح اگر ایک آدمی کو مصیبت سے چھٹکارا دلایا جائے تو وہ بھی ایسے ہی جیسے ساری انسانیت کو دلایا ایک آدمی کو قتل ہونے سے بچانا ایسا ہی ہے تو اللہ ہمیں توفیق دے تو ہم اتنی محنت کریں اتنی محنت کریں کہ اللہ روئے زمین پر سے مصیبتیں اور عذاب اٹھا لے اور ہم سے اتنی بھی نہیں ہو رہی کہ وطن عزیز ہی بچ جائے! یہ تو بڑی آسان بات ہے کہ جی شیخ کی خدمت میں گئے' مراقبات نصیب ہو گئے' فنا فی الرسول ﷺ نصیب ہو گیا' روحانی بیعت نصیب ہوگئی نصیب تو ہوگئی الحمدللہ لیکن یہ روحانی بیعت والوں کی ذمہ داری کیا ہے اور وہ کتنی ادا کر رہے ہیں یہ حساب بھی ہوگا' پوچھا یہ بھی جائے گا یہ ذکر ایک ایسا شعبہ ہے کہ نصیب نہ ہو تو بڑی محرومی ہے۔ نصیب ہو جائے تو ذمہ داری اتنی پڑ جاتی ہے کہ بندہ نہ اس سے نکل سکتا ہے نہ بھاگ سکتا ہے۔ چھوڑ کر بھاگے تو مارا گیا ذمہ داری پوری نہ کرے تو وہ پھنس گیا۔ تو حالات کا شکوہ کرنے کی بجائے محنت اتنی کیجئے کہ حالات درست رہیں۔

تاریکی بڑھ رہی ہے اور آپ روشنی کی لو اور دھیمی کرتے جا رہے ہیں کہ جی رات کو جاگ نہیں آتی۔ میں ستر پرسنٹ تہجد پڑھتا ہوں میں پچاس فیصد پڑھتا ہوں کیا ہے کیا بات کرتے ہیں اللہ اللہ کرنے کی بات بھی کرتے ہیں اور پھر آپ راتوں کو سونے کی بات بھی کرتے ہیں آپ اللہ اللہ کی بات بھی کرتے ہیں اور حرام حلال پوچھے بغیر کھا بھی جاتے ہیں تو پھر جن چراغوں نے روشنی دینی تھی اگر اُن میں بھی تاریکی شامل ہوگئی تو بچے گا کیا! یہ محض رواج نہیں ہے یہ محض رسم نہیں ہے یہ محض چندہ کرنے کی بات نہیں ہے کسی کا بوجھ کسی دوسرے پر ڈالنے کی بات نہیں ہے ہر ایک اپنی مزدوری کر کے اپنے لئے آسانیاں پیدا کرے' اپنا رزق حلال حاصل کرے لیکن مل جل کر اللہ کے نام کو اتنا روشن کریں کہ تاریکیاں مٹ جائیں' روشنی تھوڑی بھی ہو تاریکی کا جگر ضرور چیرتی ہے۔

اُس کے بندوں کو بتاؤ پہنچاؤ جو نہیں کرتا اُس کے اپنے نصیب ہیں لیکن کیا ہی بھلا ہو کہ سارے لوگ جن کو نصیب ہے اجتماع پہ ہندوستان سے لوگ آئے مغرب کے ممالک سے آئے' آسٹریلیا تک سے آئے تو جن کو نصیب ہے وہ روئے زمین پر کہیں کسی جگہ بھی ہوں وہ شامل تو ہیں اور اگر پڑوس میں کسی کو نہیں نصیب تو اُس کی قسمت۔ لیکن ہماری ذمہ داری تو ہے کہ اُس تک خبر پہنچائیں اور اُسے فتح کرنے کے لئے نہیں اُس کی خیر خواہی کے لئے اُس کی بھلائی کے لئے اللہ کے بندوں کو اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے اللہ کی رضا کی طرف لانے کے لئے۔ یہ کامیابی ہماری نہیں ہے بلکہ اُس کی اپنی کامیابی ہے ہم نے کسی کو فتح نہیں کرنا۔ ہم نے تو محض اللہ کا پیغام دینا ہے جو مانتا ہے کامیابی اُس کی ہے تو دو کاموں پہ محنت کیجئے سب سے زیادہ محنت اپنے آپ پہ کیجئے پھر اپنے جیسی مخلوق پہ کیجئے اللہ کرے اللہ کے بے شمار بندے اللہ اللہ کرنے لگ جائیں اور اللہ کرے کہ بُرائی مٹ جائے اور نیکی اُس پہ غالب آ جائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

تصوف کا حاصل

جنہیں صحبت پیامبر ﷺ نصیب ہوگئی وہ تو سراجاً منیراً کے پاس چلے گئے۔ آپ ﷺ صرف سراج نہیں ہیں سراجاً منیراً۔ ایسا روشن چراغ جو قریب آنے والے کو بھی روشن کر دیتا ہے، منور کر دیتا ہے۔ صحابہ کے قلوب تو اتنے منور ہوئے کہ وہ صحابی پیامبر ﷺ کہلائے پھر انہیں صوفی کہنے کی کیا تک بنتی ہے چونکہ تزکیہ کوئی الگ فعل نہیں ہے تزکیے کی ضرورت فقیہہ کو بھی ہے۔ تزکیے کی ضرورت مفسر کو بھی ہے تزکیے کی ضرورت محدث کو بھی ہے اور تزکیے کی ضرورت مجاہد کو بھی ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحیم٥

قال رسول اللہ ﷺ لکل شی صقالۃ و صقالتہ القلوب ذکر اللہ او کماقال رسول اللہ ﷺ الحمدللہ اس سال بھی بے شمار لوگوں کو رب جلیل نے توفیق بخشی ان برکات سے مستفید ہوئے کوئی بھی نعمت، کوئی بھی دولت، کوئی بھی چیز، اگر کسی کے پاس ہو اور وہ اُس کی حقیقت سے آشنا نہ ہو تو وہ اُس کی قدر و قیمت نہیں کر سکتا آپ کسی کو بہت قیمتی ہیرا بھی دے دیں وہ اُسے ایک عام نگینہ یا ایک پتھر سمجھتا رہے تو اُس کی قدر نہیں کر سکے گا یہ فن تصوف و سلوک اگر چہ اسلام کا نہ صرف رکن اعظم بلکہ اسلام کی اساس ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ یہ ہمیشہ اعتراضات کی زد میں رہتا ہے اور لوگ اسے سمجھنے کا تکلف نہیں کرتے یا لوگوں کو سمجھایا نہیں جاتا بلکہ باتیں یہاں تک بھی لکھی پڑھی گئیں کہ اس کا چھپانا ضروری ہے اور اچھے بھلے صاحب علم لوگوں نے لکھیں کہ نبوت کا اظہار واجب ہے اور سلوک و تصوف اخفاء واجب ہے یعنی نبوت کا ظاہر کرنا واجب ہے اور اس کا چھپانا واجب ہے۔

حضرت جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ دین ہے تو دین کا تو اظہار واجب ہے پھر تو چھپایا نہ جائے گا اور اگر یہ دین نہیں ہے تو اسے اختیار کیوں کیا جائے؟ جو چیز دین نہیں دین کا حصہ نہیں دین کے لئے کام نہیں آتی دین میں مفید نہیں ہے اُسے اختیار ہی کیوں کیا جائے اور اگر دین ہے یا جزو دین ہے تو پھر دین کوئی چھپانے کے لئے نہیں، دین تو بیان کرنے کے لئے ہے۔ بنیادی طور پر تصوف کیا ہے؟ ایک اعتراض جو بہت بڑا وزنی سمجھا گیا وہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کبار میں مختلف اوصاف تھے کسی کو بہادر کہا گیا سب بہادر تھے لیکن کوئی ان میں بہت بہادر تھا۔ حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کا لقب دیا حضور اکرم ﷺ نے کہ یہ اللہ کی تلوار ہے اُن کی بہادری کی وجہ سے، بعض بطور فقیہہ مشہور تھے بعض تفسیر میں مشہور تھے بعض حدیث شریف میں بہت زیادہ معروف تھے لیکن کوئی صحابی صوفی نہیں سنا یہ کہاں سے آپ نے نکال لیا؟ بڑی سادگی کی بات یہ ہے کہ فقہ ایک الگ موضوع ہے، تفسیر ایک الگ موضوع ہے جہاد ایک الگ موضوع ہے لیکن دل کی صفائی تزکیہ قلب یہ کوئی الگ موضوع نہیں ہے اور تزکیہ قلب کی انتہا یہ ہے کہ کسی کو براہ راست صحبت پیامبر ﷺ میسر آجائے اور وہ صحابی بن جائے تو کسی صحابی کو صوفی کہنا ایسے ہی ہے جیسے کسی جرنیل کو حوالدار کہا جائے اب یہ کہا جائے کہ یہ جرنیل جو ہے وہ کپتان کیوں نہیں کہلواتا تو میں سمجھتا ہوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ جہالت ہے وہ سب کچھ اُس کے اندر آ جاتا ہے اُس کے نیچے کے سارے عہدے اُس کے اندر آ جاتے ہیں تو تصوف ترجمہ ہے قرآن کے لفظ تزکیہ کا۔

یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ o چار فرائض نبوت ہیں۔ دعوت الی اللہ جو قبول کر لے اُس کا حضور ﷺ تزکیہ فرماتے ہیں۔ اُس کے بعد تعلیم کتاب وحکمت کی باری آتی ہے۔ تزکیے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے قلب میں وہ کیفیات بھر دی جاتی ہیں کہ جو اُس میں سوچ آئے وہ بھی مثبت آئے ۔جو خیال آئے وہ بھی مثبت آئے اُس میں طلب حق کی پیدا ہو اور اُس میں جو جھاڑ جھنکار ہے خواہشات نفسانی ہیں' کبر ہے' خودغرضی ہے' بے شمار جو خرابیاں ہیں جسے آپ جھاڑ جھنکار کہتے ہیں اُسے دل سے کاٹ کر صاف کر دیا جائے۔ تو نبی کریم ﷺ کا طریقہ کار جو قرآن حکیم نے بتایا وہ یہ ہے کہ جو بھی دین قبول کرتا ہے آپ ﷺ اُس کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ اب نبی کریم ﷺ کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ ساری کائنات اُن سے مستفید ہوتی ہے جو امتیں پہلی گزر گئیں وہ بھی اپنے انبیاء علیھم السلام کی وساطت سے بالواسطہ حضور ﷺ سے مستفید ہوئیں اور قیامت تک جو لوگ آئیں گے وہ بھی حضور ﷺ کی ذات اقدس سے ہی مستفید ہوں گے اب ایک بندے پر یہاں آپ کوئی آتشی شیشہ لے کر سورج کی ایک شعاع منعکس کرتے ہیں اُسے آگ لگ جاتی ہے ایک بندے کو آپ لے جا کر سورج کے پاس بٹھا دیتے ہیں اُس کا کیا حال ہوگا؟

تو جنہیں صحبت پیامبر ﷺ نصیب ہوگئی وہ تو سراجاً منیراً کے پاس چلے گئے۔ آپ ﷺ صرف سراج نہیں ہیں سراجاً منیراً۔ ایسا روشن چراغ جو قریب آنے والے کو بھی روشن کر دیتا ہے' منور کر دیتا ہے۔ تو صحابہ کے قلوب تو اتنے منور ہوئے کہ وہ صحابی پیامبر ﷺ کہلائے پھر انہیں صوفی کہنے کی کیا تک بنتی ہے چونکہ تزکیہ کوئی الگ فعل نہیں ہے تزکیے کی ضرورت فقیہہ کو بھی ہے، تزکیے کی ضرورت مفسر کو بھی ہے، تزکیے کی ضرورت محدث کو بھی ہے اور تزکیے کی ضرورت مجاہد کو بھی ہے رب کریم فرماتے ہیں۔

اذا لقیتم فئته فاثبتوا۔ کسی لشکر سے مقابلہ آ جائے تم چونکہ حق پر ہو' ظلم کے خلاف لڑتے ہو اس لئے جم کر لڑو۔ واذکروا اللہ کثیراً۔ لیکن اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تزکیے کی ضرورت وہاں بھی ہے۔ ایک آدمی عبادت کرتا ہے' فرائض ادا کرتا ہے' نوافل پڑھتا ہے' نماز پڑھتا ہے' سب سے اہم نماز جمعہ کی نماز ہے حکم ہوتا ہے۔

اذانودی الی للصلوۃ من یوم الجمعتہ فاسعو الی ذکر اللہ وذروا البیع o اذان ہو جاتی ہے جمعے کے روز نماز کے لئے بلایا جاتا ہے کاروبار حیات چھوڑ دو اور دوڑ کر آ ؤ اللہ کی عبادت کی طرف فاذ قضیت الصلوۃ o جب نماز مکمل ہو جاتی ہے فانتشِروفی الارضِ وابتغو من فضل اللہ o اپنے اپنے کام پہ جاؤ۔ جمعے کی چھٹی کا تصور اسلام میں نہیں ہے یہ خواہ مخواہ ہم نے چھٹی کا تصور قابو کر لیا عیسائیوں میں اتوار کا ہے۔ یہودیوں میں ہفتے کا ہے۔ اس لئے کہ عیسائی آٹھویں دن اتوار کو ہی عبادت کرتے ہیں اور اُسے چھٹی کا دن رکھتے ہیں اور کوئی کام نہیں بس اب صرف گرجے جانا ہے یہودی ہفتے کے دن عبادت کرتے تھے باقی دن فارغ رکھتے تھے۔ اسلام نے ہر دن میں پانچ دفعہ عبادت فرض کر دی اور جمعے کو فضیلت بخشی اور چھٹی اتنی سی دی کہ اذا نودی للصلوۃ. جب جمعے کی اذان ہو جائے تو کاروبار بند کر دو' چھٹی ہوگئی اور جب نماز مکمل ہوگئی اپنے کام پہ واپس جاؤ۔ تو جو ہم نے عیسائیوں اور یہودیوں کی دیکھا دیکھی شور شروع کر دیا کہ جمعے کی بھی چھٹی ہے تو اسلام میں چھٹیاں نہیں ہیں ہر شخص کو اپنی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذمہ داری ادا کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اب عبادت تو ہو گئی' جمعے کی نماز ادا ہو گئی فرمایا فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ واذکروا اللّٰہ کثیراً ○ لیکن اللہ اللہ کثرت سے کرتے رہو اُس کی چھٹی نہیں یہ نماز اُس کا متبادل نہیں ہے۔ نمازی کو بھی درد دل اور خلوص کی ضرورت ہے کہ وہ سجدہ کرے تو اللہ کے حضور کرے۔ پیشانی زمین پہ رکھے تو ان تعبداللّٰہ کانک تراہ ۔ اللہ کی عبادت ایسے کرے جیسے اللہ کو روبرو دیکھ رہا ہے اس کی ضرورت نمازی کو بھی ہے اور یہ کیسے کیفیت پیدا ہو گئی؟ یہ آنکھیں تو نہیں دیکھ سکیں گی اور دل میں آنکھیں ہوں گی کہاں۔ کلا بل ران علیٰ قلوبھم. جو لوگ کتاب اللہ کی پیغمبر علیہ السلام کی بات نہیں سمجھتے تو اللہ فرماتے ہیں اُن کے دلوں پہ زنگ لگ چکے ہیں اُن کے کان سنتے ہیں ان کا دماغ تجزیہ کرتا ہے لیکن ان کے دل نہیں سنتے۔ میل خوردہ ہو گئے ہیں۔ اس طرح ینظرون الیک وھو لا یبصرون. دیدے گھما کر آپ ﷺ پر نظر ڈالتے ہیں لیکن آپ ﷺ کو نہیں دیکھ سکتے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ سکتے محمد بن عبداللہ ﷺ کو دیکھتے ہیں آپ ﷺ کی وہ حیثیت دیکھتے ہیں کہ ہمارا ایک قریشی بھائی ہے' ہمارا قومی بھائی ہے لیکن جو آپ ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں وہ انہیں نظر نہیں آتی اندھے ہیں۔ تو عبادت میں نگاہ ظاہری کی ضرورت نہیں ہے نگاہ قلب کی ضرورت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عبادت کا حق یہ ہے کہ وان تعبد اللّٰہ کانک تراہُ. کہ تو سجدہ ریز اس حال میں ہو کہ تو اللہ کو روبرو دیکھ رہا ہے' تُو ہاتھ باندھ کر اس حال میں کھڑا ہو کہ رب العٰلمین تیرے سامنے ہے تو اگر اس بلند مقام تک نہیں جا سکتا تو کم از کم۔ فان لم یکن تراہ. اگر تم میں یہ جرات رندانہ نہیں ہے تیرے دل میں اتنا درد پیدا نہیں ہوا' تیرے دل میں اتنی روشنی نہیں آئی کہ تیرے دل کی نگاہ جمال باری تک پہنچے تو پھر کم از کم درجہ یہ ہے۔ فانہ یراک. کہ تجھے یہ یقین ہو کہ وہ تو مجھے دیکھ رہا ہے اب یہ یقین کیسے پیدا ہو گا؟ وجود کو پکڑ کر ہم مسجد میں لے آئے اُسے سجدے پہ گرا دیا۔ دل اپنی جمع تفریق میں ہے کہ اتنا وقت یہاں لگ گیا مجھے تو فلاں جگہ بھی جانا تھا فلاں جگہ بھی جانا تھا۔ آپ اگر کبھی کسی جگہ دیکھیں کسی شہر' کسی مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ جائیں اور دیکھیں کہ لوگ کس طرح آتے ہیں۔ وضو کس طرح کرتے ہیں اور نماز کس طرح ادا کرتے ہیں تو بندہ حیران ہو جاتا ہے۔ لوگ ایسے آتے ہیں جیسے بھاگ کر آئے ہوں۔ جلدی جلدی پانی کے چھینٹے مارے' آدھا بازو گیلا آدھا خشک اٹھک بیٹھک' رکوع کیا تو سیدھا نہ ہوا وہیں سے دھڑام سجدہ کیا تو واپس جلسے میں نہیں آنا مرغ کی طرح دو ٹھونگیں ماریں جلدی جلدی آئے اور گئے۔ وہ بھاگے کیوں؟ وجود کو ہم کھینچ تان کر لے آتے ہیں دل باہر ہوتا ہے۔

اب یہ سلوک وتصوف یا تزکیہ کیا ہے؟ کہ صرف وجود نہ لائے' وجود بعد میں آئے دل پہلے مسجد میں ہو اب یہ کس کی ضرورت نہیں ہے؟ تصوف کیا ہے کہ دل میں خلوص آ جائے' قرب الٰہی کی آرزو پیدا ہو جائے' سینے کے اندر مدینہ بنالے' برکاتِ نبوت ﷺ ابر رحمت کی طرح برستی ہوں دل پر' دل نور نبوت ﷺ کی کرنیں منعکس کرتا ہو اور دوسروں کے لئے بھی باعث ہدایت بنتا چلا جاتا ہو' ہدایت تو اللہ کے پاس ہے اور ہادی ہے اللہ کا رسول ﷺ ۔ نہ مولوی صاحب' نہ پیر صاحب' نہ میں' نہ آپ' ہم کچھ بھی نہیں ہیں اس طرح ہادی اعظم کی برکات کا انعکاس ہو گا تو کس کو ہدایت نصیب نہ ہو گی اگر کسی مولوی صاحب سے' پیر صاحب سے' مجھ سے' آپ سے' کسی کو ہدایت نصیب ہو گی تو ہم ہادی تو نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنے دل کو اس طرح صاف کر سکیں کہ اس ہادی اعظم ﷺ کی برکات کی کوئی کرن اس پر پڑے تو ضائع نہیں جائے گی کہ جو پاس آ کر بیٹھے گا اُس پر بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

منعکس ہوگی اور ہدایت اُسے اُس اللہ کی بارگاہ سے نصیب ہوگی اب اس کے لئے دل کو روشن کرنا صاف کرنا چمکانا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ لکل شيٍ صقاله. ہر چیز کی پالش ہوتی ہے ہر چیز کو صیقل کیا جاتا ہے چمکایا جاتا ہے، یہ جو آپ لوہے پر ایک سفید سی تہہ چڑھا دیتے ہیں کہتے ہیں یہ صیقل ہوگیا قلعی ہوگیا تو کتنا خوبصورت ہو جاتا ہے عکس نظر آنے لگتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں ہر چیز کی ایک پالش ہوتی ہے جو اُسے چمکا دیتی ہے۔ وصقالته القلوب ذکر الله اور اللہ کا ذکر دلوں کی پالش ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ مسائل السلوک میں ایک جگہ لکھتے ہیں آپؒ کی تفسیر ہے۔ "بیان القرآن" کے حاشیے میں آپؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ذکر الٰہی ایک عجیب دوا ہے۔ ہر عبادت کے لئے خلوص شرط ہے خلوص نہیں ہوگا تو عبادت رد ہو جائے گی یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ خلوص نہ بھی ہو اور مسلسل ذکر کرتے رہو تو یہ خود خلوص پیدا کر دیتا ہے۔ ذکر نہ چھوڑے کرتا رہے۔ اللہ اللہ کرتا رہے چھوڑے نہیں تو یہ عجیب بات ہے کہ اس کی وجہ سے اس میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے' چلو زیادہ وقت لگ جائے گا' زیادہ سال لگ جائیں گے لیکن خالی نہیں جاتا آگے پھر وہ مثال لکھتے ہیں کہ یہ صابن ہے میلے کپڑے کو آپ توجہ سے' صابن خلوص سے نہ لگائیں' تھوڑا وقت لگے گا' تھوڑا صابن لگے گا کپڑا صاف ہو جائے گا۔ آپ ساتھ کچھ اور کر رہے ہیں صابن ادھر رگڑ رہے ہیں' کبھی پانی ڈال رہے ہیں' صابن ضائع کر رہے ہیں' وقت ضائع کر رہے ہیں' پانی ضائع کر رہے ہیں لیکن ضائع نہیں جائے گا کچھ نہ کچھ میل کاٹتا ہی جائے گا۔ اس حدیث کا ترجمہ انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ یہ خالی نہیں جاتا میل کاٹتا رہتا ہے۔ توجہ سے کرو تو جلدی زیادہ میل کٹ جائے گا لیکن بے دھیانی سے بھی کیا جائے تو اپنا کام کرنے سے نہیں رہتا۔

لیکن اس کا معیار کیا ہے؟ کہ ہم نے محنت کی' مجاہدہ کیا' مراقبات کئے' لطائف کئے' مشاہدات ہوئے' انوارات نظر آئے کیا یہی سارا کچھ ہے؟ نہیں' امتحان ہوگا' مسجد میں بھی اور مسجد سے باہر بازار میں بھی' گھر کی چار دیواری امتحان گاہ ہے' باہر لوگوں کے ساتھ تعلقات امتحان گاہ ہے۔ لیکن دین امتحان گاہ ہے کہ ایک آدمی کا دل جب اللہ کے نور سے صاف ہوتا ہے تو باہر اُس کا جو کردار ہے اُس میں کتنی مثبت تبدیلی آتی ہے۔ اگر کردار میں تبدیلی نہیں آتی تو دل کی صفائی نہیں ہوئی چونکہ دل حکمران ہے' دماغ اس کا دفتر اور سیکرٹریٹ ہے۔ جس طرح صدر ایک ایسی طاقت ہے جو حکمران ہے ملک پر اور جو وہ چاہتا ہے کہہ دیتا ہے اور آگے اُس کا ایک سیکرٹریٹ ہے اُس میں بے شمار شعبے ہیں وہ ساری تاریں ہلتی ہیں اور کام ہوتے رہتے ہیں اس طرح دل بادشاہ ہے' صدر ہے دماغ اُس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے' دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے' مجھے پانی پلایا جائے' میں وہاں جانا چاہتا ہوں وہ ہاتھ پاؤں کو حکم دیتا ہے تو ہر پرزہ اپنی جگہ چلنے لگتا ہے۔

جب تک دل اللہ سے آشنا نہ ہو دماغ اللہ کی عظمت کو ماننے کے باوجود اُس کیا طاعت کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لئے اہل اللہ اور صوفیا کا گروہ ساری توجہ اس دل پہ انڈیل دیتا ہے اور ہم کہتے رہتے ہیں باہر یہ کام نہ کرو یہ بھی نہ کرو لیکن وہی کام مدرسوں کے طالب علم بھی جو بخاری شریف کا درس پڑھ رہے ہوتے ہیں وہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ مدارس میں بھی جو طالب علم ہیں' تفسیر پڑھ رہے ہیں' فقہ کی آخری کتابیں پڑھ رہے ہیں یا آخری مدارج میں ہیں تو جتنے کام انہیں سکھائے جاتے ہیں کہ یہ بھی نہیں ہونا چاہئے یہ بھی نہیں ہونا چاہئے سارے وہی کام وہ کر بھی رہے ہوتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلبہ بخاری شریف کو رکھ کر رات کو مدرسوں سے نکل کر سینما ہال میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ مدرسہ معلومات دیتا ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور معلومات ضروری ہیں فرض کا جاننا فرض ہے' واجب کا جاننا واجب ہے' سنت کا جاننا سنت ہے مستحب کا جاننا مستحب ہے' ضروریات دین کا جاننا ضروری ہے لیکن عمل کی توفیق تب ہوتی ہے جب دل ان کی حقیقت سے آشنا ہو صوفیا کا یہ طریقہ دیکھا کہ یہ کسی کو نہیں کہتے یہ بھی نہیں کہتے یار نماز پڑھا کرو' کیسی عجیب بات ہے؟ کیسے عجیب لوگ ہیں؟ کسی سے نہیں کہتے داڑھی رکھا کرو' کسی سے نہیں کہتے جھوٹ نہ بولا کرو' کسی سے نہیں کہتے جوا کھیلنا چھوڑ دو' کچھ بھی نہیں کہتے بیٹھے بیٹھے اللہ اللہ کرو اللہ اللہ کرو جب دل میں روشنی آتی ہے تو وہ خود سارے کام کروالیتا ہے۔ وہی لوگ نمازی بھی بن جاتے ہیں۔ ہم نے تو دیکھا ساری عمر نشوں کے عادی لوگ جو تھے وہ نشہ چھوڑ کر صوفی بن گئے ساری عمر کلبوں میں بسر ہوئی اب مساجد میں لیٹے پڑے ہیں۔ یعنی بنیاد ہے دل اور یہی موضوع ہے اہل اللہ کا اور اس کو برکات نبوی ﷺ سے آشنا کرتے ہیں۔

سب ذاکرین سے میری درخواست یہ ہے کہ اپنے ذکر کی آزمائش میدانِ عمل میں کرو۔ میدان عمل میں ثابت کرو۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم روزے سے ہو تو کوئی تمہیں گالی دے تو جواب میں گالی دینے کی بجائے اُسے بتاؤ کہ میں روزے سے ہوں تم تو گالی دے رہے ہو لیکن میں روزے سے ہوں میں گالی نہیں دیتا۔ اس ساری تربیت کا حاصل یہ ہے کہ باہر میدان عمل میں کوئی بُرائی بھی کرے تو برداشت کر کے اُسے نیکی کا سبق دیں پھر تو اس محنت کا کچھ ثمر ہوا۔

صرف حصول جنت کے لئے اسلام نہیں ہے جنت کیا ہے؟ مسلمانوں کا گھر ہے سادہ سے الفاظ میں اور گھر جانے کے لئے کسی پرمٹ کی ضرورت ہے۔ گھر جو اپنا گھر ہے جائیں گے شرط یہ ہے کہ مسلمان رہو مسلمانوں کا گھر ہے جو بھی ایمان لے کر دنیا سے جائے گا جنت میں جائے گا۔ جنت جانے کے لئے کسی وظیفے کی ضرورت نہیں ہے جنت جانے کے لئے کسی پرمٹ کی ضرورت نہیں ہے جنت جانے کے لئے عملاً اپنے آپ کو حضور ﷺ کا غلام ثابت کرنا ضروری ہے اور یہی اسلام ہے۔ کاروبار حیات میں، لین دین میں، بیوی بچوں کے ساتھ' رشتہ داروں کے ساتھ' دوستوں دشمنوں کے ساتھ' کوئی مانے یا نہ مانے مخلوق کو منوانا ضروری نہیں ہے کوئی آپ کو نیک یا پیر صاحب کہے نہ کہے۔ کوئی آپ کو چور کہتا ہے کہتا رہے لیکن اللہ اور اُس کا رسول ﷺ آپ کو چور نہ کہے۔ اُن کے سامنے آپ پورے خلوص اور دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض دینی حکم کے مطابق ادا کر رہے ہوں۔ لوگوں کی شہرت کی ضرورت نہیں ہے ہماری ایک مصیبت یہ ہے کہ ہم یہ سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ لوگوں کو کہنے دیں۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ کہتے رہیں' لوگوں کی اپنی رائے ہے۔ سارے لوگ تو اللہ کی عظمت پہ متفق نہیں لوگ تو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پہ متفق نہیں ہماری حیثیت کیا ہے کہ سارے لوگ ہمیں اچھا کہیں گے اور اگر کہیں گے تو اس سے ہمیں ملے گا کیا؟ کوئی اچھا کہتا ہے یا بُرا کہتا ہے یہ ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے ہمارا ٹارگٹ یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں ہمیں قبول فرمایا جائے اور ہر کام کا اپنا ایک مقام ہے۔ آپ تجارت حلال جائز طریقے سے کرتے ہیں اُس کا ایک بہت بڑا مقام ہے' حلال رزق کھاتے ہیں کھلاتے ہیں' بہت بڑا مرتبہ ہے' وقت پر عبادت کرتے ہیں بہت بڑا مقام ہے لیکن سب سے بڑا مرتبہ اُس شخص کا ہے جو اللہ کے کسی ایک بھٹکے ہوئے بندے کو راہِ راست پہ لے آئے اپنے لئے اپنی عبادت اور اپنے امور درست کرنا بہت بڑی بات ہے۔

ہارون رشید کے زمانے میں ایک میاں بیوی آپس میں لڑ

www.naqshbandiaowaisiah.com

پڑے۔ بیوی نے کہا تو جہنمی ہے غصے میں، میاں نے کہا اگر میں جہنمی ہوں تو پھر تجھے طلاق۔ پھر تیرا میرا جوڑ کیسا؟ یہ غصہ تو وقتی بات تھی پھر صلح بھی ہوگئی لیکن طلاق تو درمیان میں آ گئی۔ مسئلہ اتنا بڑھا کہ دربار خلافت تک چلا گیا۔ کوئی عالم یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ کیسے کہا جائے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی ہے بالاخر' مجھے اب اسم گرامی یاد نہیں کہ آئمہ میں سے کون حضرت تھے' میری یہ کمزوری ہے مجھے نام بھول جاتے ہیں' کتابوں کے بھی' افراد کے بھی' انہیں دربار میں طلب کیا گیا اور انہوں نے پوچھا کہ کوئی ایسا کام تم بتا سکتے ہو جس میں خوف خدا کی وجہ سے' اللہ کی ناراضگی کے ڈر سے تم رک گئے ہو۔ اس نے کہا 'میری ایک رشتہ دار خاتون تھی اور مجھے اس کا مجھے بڑا خیال رہتا اور اس کے پیچھے گھوما کرتا تھا وہ بالکل میری پرواہ نہیں کرتی تھی پھر میری کہیں اور شادی ہوگئی اور اسکی کہیں اور ہوگئی تو معاملہ ختم ہوگیا لیکن وہ خیال میرے دل میں رہا۔ پھر حالات بدلتے رہے' میں بہت دولت مند ہوگیا اور اراکین سلطنت میں شامل ہوگیا' اسکا شوہر افلاس کا شکار ہوگیا ایک وقت آیا کہ قرض خواہوں نے انہیں اتنا تنگ کیا کہ وہ میرے دروازے پر آئی کہ اب ہماری تو عزت بھی تب بچے گی' گھر نیلام ہو جائے گا' بچے چھن جائیں گے اتنا قرضہ آپ دے دیں تو اس سے ہماری عزت بچ جائے تو میں نے وہی شرط سامنے رکھ دی کہ میں قرضہ نہیں دیتا' جتنے پیسے چاہئیں لے جاؤ لیکن جو میں چاہتا ہوں وہ کردو تو وہ اتنی بے بس تھی کہ اُس نے مجھے خود یہ اختیار دے دیا اور اُس نے کہا جو جی چاہتا ہے کرلو تو مجھے خیال آیا کہ اس سے تو کرلو گے اللہ کے حضور کیسے جاؤ گے تو میں نے اُسے وہ سارے پیسے بھی دے دیے اور اللہ سے حیا کرتے ہوئے میں نے برائی کا ارادہ چھوڑ دیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے۔

ولمن خاف مقام ربه جنتٰن.

جو اللہ کے حضور شرمندگی سے ڈرتا ہے اُس کے لئے تو دو جنتیں ہیں یہاں تو ایک جنت کی شرط ہے اُس کے لئے تو قرآن نوید سنا رہا ہے کہ اُس کے لئے تو دو جنتیں ہیں لہذا اس کی طلاق نہیں ہوئی یہ تو جنتی ہے۔

تو سارے مراقبات کی، سارے مجاہدے کی، سارے ذکر کی، آزمائش جا کر ہوتی ہے میدان عمل میں۔ جہاں یہ فکر ستائے کہ جو میں کر رہا ہوں اُس کے بارے میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اُس کے حضور جاؤں گا تو شرمندگی تو نہیں ہوگی ناراض تو نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ ناپسند تو نہیں فرمائیں گے۔ یہ حاصل تصوف ہے اور یہ سوچنا کہ زمانہ تو دوسری چال چل گیا تو مزا ہی جب ہے کہ آدمی طوفانوں سے لڑے۔

زمانہ تیرے ساتھ نہیں چلتا تیری بات نہیں مانتا تو زمانے کی کیوں مانتا ہے؟ تو بھی اپنی کر کے دکھا اگر زمانہ یا موجودہ عہد یا موجودہ وقت جو جا رہا ہے وہ سارا اُس چیز سے دور اور اُس کے خلاف چلا گیا ہے تو جائے۔ وہ بابے غالب نے کہا تھا۔

"کہ سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو"۔ ہم اپنا سر نیچا کر کے اُن سے پوچھیں کہ آپ ہم سے کیوں روٹھے ہیں؟ بھائی روٹھے ہیں تو ہم اُن سے زیادہ روٹھ جائیں گے۔ زمانے کی اگر اپنی روش ہے تو ہم زمانے کے ساتھ نہیں ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ ہم زمانے کے ساتھ نہیں ہم زمانہ بنانے والے کے ساتھ ہیں۔ قادرِ مطلق کے ساتھ ہیں جو زمانے کا بھی مالک وخالق اور قادر ہے ہم اُس کے حبیب ﷺ کے خادم ہیں اور اُس کی بارگاہ کے ملازم ہیں ہمیں زمانے کو نہیں دیکھنا زمانے کو ہمیں دیکھنا پڑے گا۔

تو میرے بھائی! جب کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے تو کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ اس کے راستے میں نہیں آ سکتی۔ یہ وقتی اور لمحاتی باتیں ہوتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں۔ دنیا کا ایک نظام ہے اس میں قحط سالی بھی آتی ہے' اس میں بارشیں بھی برستی ہیں' اس میں صحت بھی ہوتی ہے' بیماری بھی آتی ہے' کبھی رزق کی تنگی بھی آتی ہے کبھی فراخی بھی۔ ہم کبھی بچے تھے دودھ پیتے آج ہم بوڑھے ہیں۔ یہ بچپن سے بڑھاپے تک کتنی تبدیلیاں آئیں۔ آپ کسی پر پریشان ہوئے؟ آپ کو پتہ ہے کہ زندگی کا ایک طریقہ کار ہے' کوئی پریشان نہیں ہوتا۔ بندہ بچپن سے لڑکپن میں آتا ہے لڑکپن سے جوانی میں آتا ہے پھر بڑھاپے میں۔ یہ سب زندگی کا ایک حصہ ہے اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں پریشانی کی ایک بات ہے کہ میرا تعلق اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے تو خوشی کی بات ہے اور اگر رک جائے تو یہ پریشانی کی بات ہے کہ ایک جگہ رک کیوں گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ نقصان یہ نہیں ہوتا کہ جو مقام ہے وہ چھن گیا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جو مقام ہے اس میں اضافہ کیوں نہیں ہوا! دنیا میں بھی جو کاروبار کرتا ہے اگر وہ پانچ لاکھ خرچ کرتا ہے اور وہ اسی پہ خوش ہے کہ میرے پاس پانچ لاکھ آ گیا۔ پانچ لاکھ تو اُس نے خرچ کئے تھے اب جو پانچ سے زائد ہے منافع تو وہ ہے اور اگر وہ زائد نہیں آتا' وہ بڑھتا نہیں ہے تو نقصان تو ہو رہا ہے اگر پانچ میں سے گیا تو پھر تو بالکل ہی مارا گیا یعنی جو تعلق بارگاہ نبوی ﷺ سے ہے جو درد' جو طلب' جمال الٰہی کی' وصول حق کی' دیدار مصطفیٰ ﷺ کی ہے' جو طلب اور جو لذت دل چاہتا ہے کہ قرب پیا مبرﷺ کی لذت مجھ میں آئے' انوارات و کیفیات و مسجد نبوی اور روضہ اطہر کا امین بنوں اس آرزو میں، اس طلب میں، اس خواہش میں، ہر لمحے اضافہ ہوتا رہے تو یہ بات ہے اور اگر وہ ایک جگہ رک جائے تو یہ بھی نقصان سمجھتے ہیں صوفیا اُس تاجر کی طرح جس کے اصل زر پہ اضافہ نہیں ہوتا۔

اگر ہمیں اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت سے پیش آکر انہیں واپس بلانا ہے تو سب سے زیادہ اپنے دل کو ثابت قدم رکھنا ہوگا خدانخواستہ جو خود اندھیروں میں ڈوب گئے وہ دوسروں کو روشنی کیا دے گا؟ اپنی شمع روشن رکھنی ہوگی اپنا محاسبہ کرتے رہنا ہوگا اور اس لئے نہیں کہ میں بڑا بندہ کہلاؤں' میں نے اتنے بندوں کو جو اس سے دور تھے اسکی بارگاہ میں حاضر کر دیا اور یہ بہت بڑا کام ہے اللہ کریم ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے ہمارے اس آنے جانے' مل بیٹھنے کو قبول فرمائے' توفیق عمل عطا فرمائے اور انشاء اللہ ایک وقت آ رہا ہے یہ ساری تیاری میرے نزدیک ''غزوۃ الہند'' کی ہے' سارے حالات اس طرف جا رہے ہیں اور یہ اللہ والوں کی فوج ہوگی' اسکا ہر اول دستہ ہوگی۔ یہی لوگ ہوں' ایسے لوگ جن کا مقصد شہادت ہو' جو موت کے طلب گار نہیں متلاشی ہوں گے' عاشق ہوں گے۔ یہی اسکا ہر اول دستہ ہوگا۔ اللہ کا یہ پیام' اللہ کا یہ نور، نبی کریم ﷺ کی الفت' بانٹتے چلے جاؤ۔ ہجرت کے ضمن میں اللہ نے فرمایا اگر کوئی گھر سے نکلا اور دو قدم چل کے بھی موت آ گئی۔ قد وقع اجرہ، علی اللہ وہ مہاجر ہے اس کی ہجرت کا اجر اللہ پر واجب ہو گیا اللہ عطا فرمائیں گے جو آج سے ''غزوہ الہند'' کی تیاری میں لگا ہے اگر موت بھی آ گئی تو وہ ''غزوۃ الہند'' کا مجاہد ہے اس کا اجر ضائع نہیں جائے گا۔

یاد رکھو! اگر ہم نہ ہوں گے تو ہمارے ساتھ آئے ہوئے لوگ تو ہوں گے وہ بھی نہ ہوں گے کچھ اُن کے لائے ہوئے کسی طریقے سے تو ہماری روح بھی وہاں پہنچے گی' کسی وساطت سے تو ہمارا نام بھی اس فہرست میں آئے گا۔ پورے درد کے ساتھ اس کام میں لگ جاؤ اللہ کریم آپ سب کو کامیاب فرمائے' سب پر راضی ہو، حاضر و غائب تمام مسلمانوں کو اس کا شعور و آگہی عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المکرم مدظلہ مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطبات پر مشتمل زیر طبع تفسیر قرآن حکیم

اکرم التفاسیر سے اقتباس......

موضوع: حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیوں ہو رہی ہے؟

الحمدللّٰہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبہٖ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطنِ الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمنِ الرحیم.

قالَ انہ' یقولُ انھا بقرۃ' لا ذلولٌ تثیرُ الارض ولا تسقی الحرث. ...... ویریکُم ایتہٖ لعلکُم تعقلون ٥

بنی اسرائیل کا تذکرہ چل رہا ہے اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہوا جس کی طرف قران کریم نے ارشاد فرمایا۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی ہے اور قدرتِ باری کا اظہار اور حیات بعد الموت کی تشریح اور وقوع بھی ہے۔ اکثر کفار و مشرکین کا یہ اعتراض رہا ہے کہ زندگی جب ختم ہوگئی' بدن کے اجزا بکھر گئے۔ ہڈیاں گوشت چمڑا خاک میں مل کر خاک ہوگیا' صدیاں بیت گئیں' اب اُس کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا تصور کیسے ممکن ہے اور یہ ایک ایسا عجیب سوال ہے کہ کفار و مشرکین نے تو اس کا اظہار کیا لیکن اکثریت وہ ہے جنہیں کلمہ پڑھنے کے بعد بھی یہ وسوسہ دل میں رہتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے جو زیادہ زور دیا ہے وہ آخرت پر یقین کرنے کا ہے۔ وبالاخرۃ ھُم یوقنون والذینَ یومنونَ بما اُنزل الیکَ وما اُنزل من قبلکَ. ایسے لوگ کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اُس پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہوا ہے اُس پر بھی ایمان رکھتے ہیں تو اُس میں ساری باتیں عقیدے کی آ گئیں' آخرت بھی آ گئی لیکن آخرت کو پھر سے الگ سے تاکیداً ارشاد فرمایا۔

وبالاخرۃ ھُم یوقنون. اور وہ آخرت پر اُخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ دنیوی زندگی کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک آخرت کی زندگی کو مانا نہ جائے۔ دنیا میں تو ایک شخص چھینا جھپٹی کر کے ظلم سے چیزیں حاصل کر کے بھی اپنا وقت عیش و آرام سے گزار لیتا ہے۔ ایک شخص کمزور ہے مظلوم ہے' ظلم سہتے سہتے اُس کی زندگی بیت جاتی ہے وہ دم توڑ دیتا ہے تو اگر یہی دنیا ہی کی زندگی ہے تو پھر تو انصاف نہ ہو سکا۔ عدل نہ ہو سکا پھر اللہ کریم کا انصاف کہاں گیا تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دنیوی زندگی صرف یہی زندگی نہیں ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ زندگی کا ایک حصہ ہے اور اس میں بندے کو آزمایا جاتا ہے۔ اُس کی آزمائش گاہ ہے یہ عالم رنگ و بو اور بہت طرح سے آزمایا جاتا ہے۔ رزق کی تنگی رزق کی فراخی' صحت کی خرابی' صحت مندی' اقتدار واختیار یا اقتدار سے محرومی' زندگی کے کتنے ایسے جھمیلے ہیں اور وہ سارے کیا ہیں آزمائش ہیں اور اگر ہم سب کو یکجا کریں اور تھوڑے سے لفظوں میں اُس کی حقیقت کو جاننا چاہیں تو وہ قرآن کریم نے بیان کر دی۔

فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ' فاکرمہ' ونعمہ' . کسی کی آزمائش یا کسی کا امتحان اس طرح سے ہوتا ہے کہ اُسے عزت بھی دے دیتا ہے۔ دنیا کی اور نعمتیں بھی دے دیتا ہے۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ اقتدار واختیار پا کر' عزت ومرتبہ پا کر' مال و دولت پا کر وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے یا خوسر ہو جاتا ہے **واما اذا ما ابتلٰہ** اور کہیں یہ ہوتا ہے کہ جب انسان کو اللہ آزمانا چاہتا ہے۔ **فقدر علیہ رزقہ'**. تو اُس کا رزق جو ہے اُس پر تنگ کر دیتا ہے۔ صحت خراب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی تو اللہ کا رزق ہے۔ سوچیں بھولنا شروع ہو جاتی ہیں اور دماغ بھی اللہ کا رزق ہے۔ سیکھا ہوا علم بھولنا شروع ہو جاتا ہے' اقتدار واختیار چھن جاتا ہے۔ تنگی آ جاتی ہے ہر شعبے میں تو یہ بھی اُس کی آزمائش ہے کہ تنگی کے وقت میں بھی میرا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں۔ میرے ساتھ رابطہ رکھتا ہے یا اُس تنگی سے گھبرا کر معبودان باطلہ کی طرف بھاگ جاتا ہے۔ جادو ٹونے کی طرف بھاگ جاتا ہے۔ بتوں کی پوجا پرستش پہ لگ جاتا ہے اور جو پتھر کے بُت ہیں انہیں تو جب سے نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ سے اٹھوا کر باہر پھینکوایا ہے۔ ان کے پلے تو کچھ نہیں بچا۔ بلکہ اب تو جو ان کو پوجتے ہیں وہ بھی نہیں پوجتے۔ اور سب سے بڑے بتوں کے پجاری ہمارے ہاں ہندو معاشرہ ہے جو قدیم سے بتوں کی پوجا کرتے آ رہے ہیں تو اب اُن میں بھی اکثریت اُس سے منکر ہو چکی ہے بلکہ یہاں کہا جاتا ہے جی ٹیلی ویژن پہ بڑا زور دار پرچار ہوتا ہے ہندومت کا اور اپنے بتوں کی پوجا کا اور ہر فلم میں بھی ڈرامے میں بھی اور الگ سے مذہبی پروگرام بھی وہ چلاتے ہیں تو وہ اس لئے نہیں محنت کر رہے کہ انہیں کوئی یہ شبہ ہے کہ شاید مسلمان ہندو ہو جائیں گے یا عیسائی ہندو ہو جائیں گے انہیں تو خطرہ یہ ہے کہ ہندو جو ہیں وہ ہندومت کو چھوڑتے جا رہے ہیں اور مادی علوم نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب جو بچے پڑھ لکھ گئے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ یہ کیا فائدہ ہوا کہ ایک آدمی بُت پتھر کا یا مٹی کا بنا کر بیچ رہا ہے چار چار ٹکے کا بیچ رہا ہے ساری عمر اُس کا افلاس نہیں نکلتا ہم اُس بت کو پوج کر اپنی مشکلیں آسان کر لیں گے یہ کیا طریقہ ہے بلکہ اب تو ہندوستان میں یہ عالم ہے کہ وہ عدالت میں بھی جب بندہ جائے تو آپ اُن کے ڈراموں میں بھی دیکھیں تو وہاں بھی وہ نظر آتا ہے کہ وہ اُس سے پوچھتے ہیں کہ آستک ہو یا ناستک۔ یعنی تم مذہب کو ماننے والے ہو یا مذہب کے منکر ہو۔ اگر مذہب کا منکر ہے تو اُسے باپ کی یا کسی کی وہ قسم دیتے ہیں کہ عدالت میں سچ بولوں گا۔ اور مذہب کو ماننے والا ہے تو اپنی کتاب پر اُس سے قسم لیتے ہیں۔ گرنتھ پر۔ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے اُس کا تو ان بتوں کو تو جو ٹھوکر لگی وہ اتنی کاری لگی کہ اب ان کے پلے تو کچھ نہیں بچا۔ ہماری آرزوؤں اور خواہشات کے بت نظر نہ آنے والے بت' ہماری اپنی اَنا کا بت.............

اب ایک چھوٹا سا خط تھا آج کی ڈاک میں تو کسی نے لکھا تھا کہ آپ بھی دعا کریں کہ میری خواہش پوری ہو تو میں نے اُسے تین سطریں لکھی ہیں کہ خواہشیں پوری کرنا مقصد نہیں ہے یہ اُس کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنا نظام ہے خواہش کرنے پہ اُس نے پابندی نہیں لگائی۔ ہم خواہش بھی کر سکتے ہیں اُس کے لئے دعا بھی کر سکتے ہیں۔ ہر جائز خواہش جو ہے وہ درست ہے ناجائز کی خواہش کرنا بھی ناجائز ہے اور جائز کی خواہش کرنے کی اجازت ہے ہمارا حق ہے اللہ نے ہمیں اُس کا حق دیا ہے لیکن خواہش خواہش ہوتی ہے خواہش حکم نہیں بن سکتی کہ ہم جو خواہش کریں وہ مانی جائے تو پھر وہ خواہش تو نہ رہی وہ تو حکم ہو گیا تو حکم اُس کا چلے گا اور اسلام یہ ہے کہ ہم خواہش کرتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی تو بھی اُس کا شکر ادا کریں کہ وہ ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور اُس کے حکم میں اپنے آپ کو شامل کر لینا اسلام ہے اور اُس سے دل برداشتہ ہونا اسلام کے خلاف ہے خواہش کرنا ایک بات ہے اُس کے لئے دعا آپ بھی کریں میں بھی کرتا ہوں کہ آپ کی جائز خواہش پوری ہو لیکن یہ خیال رہے کہ ہمیں دعا کا بھی الگ اجر ملے گا۔ لیکن ہو گا کام وہی جو وہ چاہے گا۔

تو ہمارے اپنے اندر بھی ایک انا ہے کہ یہ میں نے خواہش کی کیوں پوری نہیں ہوئی۔ یہ عجیب سا بت ہے جو نظر تو نہیں آتا لیکن یہ ہر سینے میں ہر دل میں گھسا ہوا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو خانہ بدوش ہیں ان کا کوئی معیار زندگی نہیں ہے اور ان میں انانیت کہاں سے آئے گی کہ یہ سر پہ بستر اٹھایا اور جھگیاں ہی ہیں ان کے پاس یہاں سے اکھیڑیں وہاں رکھ دیں گدا کرنے نکل گئے کسی نے سوکھی روٹی دی کسی نے آٹا دیا کسی نے پھٹا کپڑا دیا۔ مانگ کر لائے کھایا سو گئے پھر اٹھ کر مانگنے چلے گئے یہاں سے اکھیڑی آگے چلے گئے تو میں نے اُن میں بیٹھ کر اُن سے مل کر اُن کے ساتھ وقت گزار کر دیکھا ہے۔ وہ ہم سے زیادہ انا کا شکار ہیں۔ تو آپس میں اُن کے مقابلے اور اُس سے میں بڑا ہوں اور اُس سے میں اچھا ہوں اور میں نے شادی پر جلیبیاں بنائیں اور اُس نے تو صرف گوشت پکایا۔ یعنی وہ اپنی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ یہ انا کا بت ایسا ہے کہ کمزور سے کمزور بندے کے اندر گھسا ہوا ہے تو انسان اپنے علم اپنی ذات اپنی معلومات کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ بھئی زندگی آخرت کی ہے یہ تعلق ایمان سے رکھتی ہے ہماری عقل و فہم سے نہیں تو اللہ کریم نے بتایا کہ زندگی تو جب سے میں نے انسان کو دی اور اُس میں روح ڈالی اُس روح کا تعلق عالم امر سے ہے۔

قُل الروح من امر ربی. اور امر اللہ کی صفت ہے۔ صفات باری پہ فنا نہیں ہے نہ وہ عارضی ہیں۔ وہ ازلی و ابدی ہیں اللہ کی ساری صفات وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا ہمیشہ سے ہے ہمیشہ ہو گا اور اُس کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اُس کی نہ کوئی ابتدا ہے نہ انتہا ہے اب روح امر سے اُس نے کیسے پیدا فرمائی یہ اُس کا کام ہے فرمایا تم اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً۔ روح میرے رب کے امر سے ہے اب امر سے کیسے ہے یہ جاننے کے لئے تمہارا علم انسانی علم کافی نہیں ہے۔ اس بات کو سمجھنے سے تمہارے علوم کم ہیں لہٰذا اللہ کی بتائی ہوئی بات پر یقین کرنا پڑے گا۔ تو جب روح کو فنا نہیں ہے اسے ہمیشہ رہنا ہے تو پھر یہ جتنے انقلابات ہیں یہ وجود پہ آتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یہ وجود منتشر تھا خاک کے ذروں میں اُس کا اپنا ایک بڑا بہت وسیع کارخانہ وسیع کارگاہِ حیات ہے اُن ذرات سے اُس نے غذائیں بنائیں' دوائیں بنائیں' دودھ لسیاں بنائیں' گھاس بنایا' جانور نے چرا کسی کا دودھ آگے چلا کسی کا گوشت کھایا تو جو دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے اُس کے وجود کے ذرات مختلف غذاؤں کی شکل میں اُس کے والدین کے وجود میں پہنچتے ہیں۔ صلب مادر میں شیر مدر میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

محفوظ ہوتے ہیں پھر اُن ذرات کو یکجا کیا جاتا ہے کوئی ذرہ اتفاقاً نہیں آتا' ایک ایک ذرہ معین ہے پھر اُن کو یکجا کر کے ایک وجود کی صورت دیتا ہے۔ اُسے بچپن' جوانی' بڑھاپا' موت' پھر وہ اجزا بکھر جاتے ہیں' مٹی میں مل جاتے ہیں اور جتنی بھی آپ بکھیرنا چاہیں اتنے نہیں بکھیر سکتے۔ جتنے پہلے منتشر تھے تو وہ جس نے پہلے جمع کیے اُسے دوبارہ جمع کرنے پہ کیا مشکل ہے' وہ قادر ہے' ہر چیز پر۔

لیکن اس چیز کو ماننے میں بندے کو تامل ہوتا ہے چونکہ اُس کے علم سے چیز بالاتر ہے اور اُس کے ماننے کے لئے اللہ سے محبت اور اللہ کے نبی ﷺ سے عشق کی حد تک محبت تاکہ اعتماد بحال ہو قول رسول اللہ ﷺ پر اور اس لئے مانے کہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا۔ یہ یقیناً صحیح ہے' بات ختم ہو گئی وہ کیوں ہے کیسے ہے مجھے اس سے غرض نہیں ہے۔ تو بنی اسرائیل کو بھی یہ اعتراض تھا کہ آپ عجیب بات کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام جب مر گئے بکھر گئے منتشر ہو گئے ختم ہو گئی۔ اب اگر ہمیں آپ مسلمان کرتے ہیں اللہ کا کلمہ پڑھاتے ہیں ہم آپ کی بات مانتے ہیں تو وہ دیکھی جائے گی۔ پتہ نہیں ہو گی نہیں ہو گی' یہیں کوئی ہمارا حل کرو۔ یہیں ہمیں کوئی کھانا پینا ملے۔ یہاں کی مشکلات کم ہوں پھر تو بات ہوئی۔ اتفاق یہ ہوا کہ ایک بندہ قتل ہو گیا۔ اب قاتل کا پتہ نہیں مل رہا تھا کسی نے چوری سے قتل کر دیا اُسے۔ اب وہ ساری قوم مصر تھی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نبی ہیں اور آپ علیہ السلام اللہ سے پوچھ کر بتائیں اس کا قاتل کون ہے۔ رب جلیل نے انہیں فرمایا۔

کہ ایک گائے ذبح کرو اور اُس کا گوشت اس مردے کے وجود کے ساتھ لگاؤ ذبح کرنے کے بعد یعنی وہ بھی مر چکی ہو تو اُس ذبح کی ہوئی گائے یا گوشت اس کے وجود سے لگاؤ یہ زندگی ہو جائے گا اور یہ خود بتا دے گا اسے کس نے قتل کیا۔ اتنی اُسے فرصت مل جائے گی دوبارہ زندگی مل جائے گی۔ یعنی مردہ مردے کے ساتھ لگ کر اُسے زندہ کر دے گا۔ اب وہ لگے پوچھنے کہ جناب آپ نے گائے کہہ دیا اب اُس کا کوئی آگا پیچھا کوئی پتہ بتایئے اللہ کریم نے اُس کا رنگ اور نشانیاں بتائیں۔ پھر آئے' جی اس رنگ کی اور ان نشانیوں کی کئی گائیں ملتی ہیں تو مزید اللہ کریم سے پوچھ کر آپ علیہ السلام بتایئے تو وہ پھر جب تیسری دفعہ آئے تو اُس دفعہ انہوں نے یہ ضرور کہا۔

ان البقر تشبہ علینا۔ وانا ان شاء اللّٰہ لمُھتدُون۔

کہ ہمیں اس گائے میں پھر غلط فہمی ہوتی ہے اور تشابہ ہوتا ہے اس طرح کی بھی کئی گائیں ہیں کوئی مزید نشانیاں بتائیں تو اللہ نے چاہا تو اس دفعہ ہم پہچان لیں گے تو حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس دفعہ بھی وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو شاید پہچان نہ پاتے۔ تو پھر انہوں نے اللہ کا سہارا لیا اور اُس کی حکمت بہت وسیع ہوتی ہے۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ کوئی بزرگ تھے ولی اللہ تھے وہ فوت ہو گئے تو اُن کی وراثت میں ایک بچھڑی سی بچ گئی ایک یتیم بچہ رہ گیا وہ بچھڑی پھرتی رہی جنگلوں میں گائے بن گئی اب جب ادھر انہیں ضرورت پڑی تو اللہ کریم نے ساری نشانیاں اُس کی بتائیں اور جب اُسے تلاش کر کے اُس تک پہنچے وہ بچہ جو جوان ہو چکا تھا تو اللہ کریم نے اُس کے دل میں ڈال دیا۔ کہ بھئی اپنی قیمت بھرپور وصول کرو۔ تو بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ انہیں اُس نے کہا کہ بھئی گائے ذبح کر لو چمڑا اُتار لو اور وہ اشرفیاں کا بھر کے مجھے دے دو اور گائے تمہاری ہو گئی۔ تو یہ اصول علمائے حق نے لکھا ہے کہ جب اللہ نے کہا تھا گائے ذبح کرو اور اللہ کے نبی علیہ السلام نے بتا دیا تھا تو کوئی بھی گائے ذبح

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہ مسئلہ حل کر دیا کہ قتل کس نے کیا ہے اُس پریشانی سے نکالا بلکہ تمہیں قیامت کے ہونے کی اور اُخروی زندگی کی بھی واضح نشانی دکھادی۔

ویُریکُم ایٰتِہٖ لعلکم تعقلون. اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم عقلمندی سے کام لے سکو اور اللہ کے نزدیک دانشمندی یہ ہے کہ اُس کی عظمت کا اقرار کیا جائے۔

ہم کچھ ساتھی بیٹھے تھے اُس وقت نہرو وزیراعظم تھا ہندوستان کا اور نہرو مر گیا اُن دنوں نہرو کی موت ہوئی تو ہر طرف یہ بات اخباروں میں بھی تھی ریڈیو پر بھی لوگوں کی زبانوں پر بھی۔ تو چند ساتھی بیٹھے تھے اور ایک ساتھی ہوتے تھے قاضی صاحب بہت ضعیف العمر بزرگ ساتھی تھے۔ تو وہاں کسی نے بات کی کہ جی وہ بہت دانش ور تھا اور بہت ہی ذہین اور بہت سمجھدار آدمی تھا تو وہ فرمانے لگے میں تو نہیں جانتا کون تھا کون نہیں تھا۔ دیہاتی آدمی تھے بزرگ تھے بوڑھے تھے لیکن اگر جیسا تم کہتے ہو وہ دانش ور ہوتا تو وہ کافر نہ مرتا۔ اللہ کی عظمت کا اقرار کرتا۔ یہ تم اُس کے عقل کی تعریف کر رہے ہو۔ عقل مند تو نہیں تھا' بے وقوف ہی تھا جو اللہ سے محروم اور ہندو مذہب میں مر گیا۔ اگر عقل مند ہوتا تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت کا اقرار کرتا۔ وہ بات قرآن کریم نے بھی یہاں ارشاد فرمائی کہ معیار عقل بھی یہ ہے کہ عظمت الٰہی اور رسالت رسول ﷺ برحق کا اقرار کرے دانش مندی یہ ہے کہ جو اللہ کی عظمت کو بھی پہچان نہیں سکتا۔ صداقت پیامبر ﷺ کو نہیں پہچان سکتا وہ خاک دانش مند ہے اور خاک عقل مند ہے۔ بچے تو چڑیاں بھی پال لیتی ہیں' درندے بھی پال لیتے ہیں' غذا ہر جانور بھی اپنی حاصل کر لیتا ہے تو پھر یہ کیا دانش مندی ہے کہ انسان بھی خوراک اور غذا اور سرمایہ حاصل کرے اور بچے پالے اور مر جائے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے آشنا نہ رہے تو فرمایا یہ دانش مندی نہیں۔

ہمارے ہاں ہماری عقل کے معیار الگ ہیں اور جتنا کوئی عظمت باری پہ اعتراض کرے اُتنا وہ دانش ور شمار ہوتا ہے اور اپنے دانش وروں' ادیبوں اور شاعروں کو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کے شعروں میں اللہ سے بغاوت کی بو ہو تو بڑا شاعر مشہور ہوتا ہے۔ کوئی ادیب جو فحش تحریریں لکھے وہ بڑا ادیب ہوتا ہے۔ ایسے ہی ناول افسانے جو بڑے فحش لکھے گئے اور اُن کے لکھنے والے بڑے نامور ہیں اور بڑا اُنکا احترام ہوتا ہے ایسے شعرا موجود ہیں جن کی غزلوں نظموں اور شعروں سے عظمت الٰہی پہ اور بارگاہ رسالت ﷺ سے اور دین سے بغاوت یا اللہ کے نبی ﷺ کی عظمت سے بغاوت یا اللہ کے دین سے بغاوت اور بے راہ روی یہی سب سے بڑی بے وقوفی ہے ہمارے آج کے ایک شاعر زندہ ہیں اُن کے بارے میں مجھے کوئی بتا رہا تھا کہ اُن کا بچہ سکول میں جس میں پڑھتا ہوگا اُس میں وہ قرآن بھی پڑھاتے ہوں گے تو اُسے کس نے کہا بھئی تمہارا بچہ بھی تو قرآن پڑھ رہا ہے تو اُس نے کہا میرے نزدیک تو ایک اور زبان سیکھ رہا ہے اور اس میں قرآن میں کیا رکھا ہے۔ یعنی اچھا ہے پڑھ رہا ہے تو جہاں انگریزی پڑھتا ہے' فارسی پڑھتا ہے اُردو پڑھتا ہے وہاں عربی بھی ایک زبان ہے کوئی عربی کی بھی الف ب سیکھ جائے گا پس اب یہ شاعر صاحب جو ہیں ہمارے ہاں بہت نامور ہیں اس لئے کہ وہ اللہ سے باغی ہیں۔ تو یہ جو معیار دانش مندی کا یا عقل کا یا دانش وری کا یا بہت بڑا ادیب و شاعر اور دانش ور ہونے کا ہمارے ہاں بن گیا ہے یہ غلط ہے اور ساری دانش مندی اس میں ہے کہ جتنا کوئی اللہ کی عظمت کا قائل ہے اور یقین رکھتا ہے جتنا کوئی نبی ﷺ کے اتباع میں غرق ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ دانش مند ہے اتنا ہی وہ بڑا عقل مند

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتے کام ہو جاتا۔ جب انہوں نے بحث شروع کی تو مزید اُس پہ شرائط لگتی گئیں تو اللہ کریم نے چاہا کہ اُس بچے کا دنیوی سبب بنا دیں رزق کا۔لیکن اگر وہ سوال نہ کرتے تو وہ قادر تھا اُسے جہاں سے چاہتا رزق دیتا ان کا مسئلہ حل ہو جاتا۔اس لئے فرماتے ہیں کہ اگر شیخ کسی بات کا حکم دے تو جو سمجھ آئی ہے اُس طرح تعمیل کرلو تو ٹھیک ہے۔ جتنا پوچھتے جائیں گے وہ قید لگاتے جائیں گے تو آپ پر مشکل بڑھتی چلی جائے گی ایک آدمی نے پوچھا بھائی درود شریف پڑھا کرو اب وہ پوچھتا ہے جی کتنا پڑھوں وہ کہہ دیتے ہیں پانچ ہزار۔اب روزانہ پانچ ہزار پڑھنا آسان ہے۔ جب کہہ دیا پڑھا کرو تو وہ دس دفعہ پڑھیں تو بھی پڑھا ہو گیا اور سارا دن پڑھتا رہے تو بھی پڑھا ہو گیا تو کیوں نہ آسانی سے کام کرے۔کونسا پڑھوں' بے شمار حدیث شریف میں درود موجود ہیں۔نماز میں بھی پڑھتے ہو کوئی سا پڑھو' جب کونسا کہو گے ایک پابندی اور لگ جائے گی۔جی وہ تسبیح پڑھتے وقت بات کرسکتا ہوں کہ نہیں کیا ضرورت ہے پنگا لینے کی علمائے حق نے اور صوفیا نے یہ لکھا ہے کہ جب شیخ کوئی بات بتائیں تو جو سمجھ آئی ہے اُس پر عمل کرو اور جتنی جرح کرتے جائیں گے اُتنی پابندیاں بڑھتی چلی جائیں گی اور وہ مشکلیں بڑھیں گی انہوں نے جرح کی اللہ کے نبی علیہ السلام سے اور پابندیاں بڑھتی چلی گئیں اور پھر آخری نشانی یہ بتائی کہ

قال انه' یقول ۔ اللہ کریم نے یہ فرمایا ہے انها بقرة' لا ذلول' تثیر الارض ولا تسقی الحرث ۔ وہ ایک ایسا جانور ہے جس سے نہ کسی نے ہل چلایا نہ اُس سے کوئی مشقت لی اور نہ اُس سے کسی نے کنویں وغیرہ میں پانی نکالنے کے لئے جوتا۔یعنی اُس سے ابھی تک کسی نے کوئی کام نہیں لیا۔

مُسلمته' لا شیته فیها ۔اور ایک بالکل سالم ثابت ہے اُس میں کوئی نقص نہیں ہے۔قالو الن جئت بالحق ۔ تو انہوں نے کہا کہ جی اب آپ نے بات ہمیں سمجھا دی۔

ایک ایسا جانور ہماری نظر میں ہے۔فذبحوها وما كادوا یفعلون ۔ بالآخر مرتے پڑتے انہوں نے ذبح تو کی۔کرنا چاہتے نہیں تھے یہ اعتراض اس لئے بار بار کر رہے تھے کہ کہیں جان بچ جائے لیکن بالآخر انہیں ذبح کرنا پڑی اور تم نے جب بندہ قتل کر دیا اور پھر ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے تم نے کر دیا وہ کہتا تھا اُس نے کر دیا وہ کہتا تھا اُس نے کر دیا اللہ اُس حقیقت کو ظاہر کرنا چاہتا تھا جسے تم چھپا رہے تھے پھر حکم دیا۔

فقلنا اضربوهُ ببعضها کہ اس میت کو یا مقتول کے وجود کو ذبح شدہ گائے کے ٹکڑا لگاؤ۔ جب انہوں نے وہ کوئی ٹکڑا اُس سے لگایا۔بعض علما نے لکھا ہے کہ اُس کی زبان کاٹ کر لگائی۔ بہر حال جو بھی کیا تو وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اُس نے بات بتا دی کہ مجھے فلاں بندے نے اس طرح قتل کیا اس وجہ سے کیا اور ساری بات بتا کے پھر مر گیا۔فرمایا کذالک یحی اللّٰه الموتیٰ

حشر کو اللہ اس طرح مردوں کو زندہ کرے گا جس طرح تم نے مردہ گوشت سے ایک مردے کو زندہ ہوتا دیکھا ہے۔یعنی تم ایک مردے کی بات کر رہے ہو اُس نے دوسرے مردہ گوشت میں بھی یہ قوت رکھ دی کہ وہ مردے سے مس کرے خود گوشت بھی مردہ ہے مردہ مردے سے مس کرے مردہ زندہ ہو جائے یہ تو اُس سے بھی مشکل کام ہے جس میں تم پھنسے ہوئے ہو۔تم تو ایک مردے کی بات کر رہے ہو کہ وہ کیسے زندہ ہوگا تو یہاں دو مردے جمع ہو گئے اور ایک مردے سے دوسرے مردے کو تم نے مس کیا وہ زندہ ہو گیا۔تو اس طرح اللہ کریم حشر کو بھی مخلوق کو کھڑا کر دے گا اور تمہیں نہ صرف تمہارا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے قرآن کے نزدیک اللہ کے نزدیک عقلمندی اور دانش مندی یہ ہے۔ عقل کا کام کیا ہے اللہ نے کیوں دی ہے؟ عقل کا کام ہے کہ انسان اگر عقل مند ہو تو دھوکے میں نہ رہے اور حقائق تلاش کرے۔ کوئی آدمی جاتا ہے بازار اُس سے وہ پیسے لے لیتے ہیں وہ چیز تھوڑی یا خراب دیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بے وقوف ہے یا دکاندار سمجھتا ہے کہ یہ بے وقوف ہے جو چیز خراب پڑی ہے کوئی سمجھدار بندہ تو لے گا نہیں اس سے پیسے لے لو اسے گلی سڑی سبزی بیچ دو یا آٹا جو خراب پڑا ہے وہ اسے دے دو یا جو چیزیں جنس نہیں بکنے والی وہ اس کے پلے باندھو کہ یہ بے وقوف ہے اب عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جانے کہ میں جو سرمایہ دے رہا ہوں اس کے بدلے میں مجھے جو ملنا چاہئے وہ مل رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو کہ میں جو کھانا کھا رہا ہوں یا زہر کھا رہا ہوں تو وہ بے وقوف ہوگا اس طرح جو عقل فانی چیزوں پہ فریفتہ ہو جاتی ہے اور اللہ کی عظمت کو چھوڑ دیتی ہے تو یہ عقل مندی کہاں سے ہے یہ تو بے وقوفی ہے فرمایا عقل کا یہ مصرف نہیں ہے۔ عقل کا مصرف بھی یہ ہے کہ وہ حقائق کو تلاش کرے، فانی چیزوں کی حقیقت کو تلاش کرے ارشاد نبوت ﷺ پہ فکر کرے اور دیکھے کہ یہ تو حق کے موتی ہیں یہ تو حقیقتیں ہیں جو نبی کریم ﷺ نے نچھاور کر دیں اور آپ ﷺ لٹا رہے ہیں تقسیم فرما رہے ہیں اللہ کی کتاب میں ایک ایک حرف میں لاکھوں حقیقتیں پوشیدہ ہیں۔ تو اصل چیز حقیقت کو لے اور فانی اور باقی نہ رہنے والی چیزوں دھوکا دینے والی چیزوں یا گلے سڑے مال کے نزدیک نہ جائے تو یہ تو عقل مندی ہے لیکن اگر کوئی ساری عمر بُرائی سے بدکاری سے گناہ سے یا اللہ سے محرومی سے اپنا دامن بھرتا رہا اور ہم کہتے ہیں یہ بہت بڑا دانشور ہے تو یہ خیر سے ہماری بھی ہلاکت کا سبب ہے تو ہمیں بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری عقل جو اللہ نے دی ہے وہ ہمیں کس طرف رہنمائی کر رہی ہے ہم میں بھی یہ شعور ہونا چاہئے۔!

بڑی عجیب بات ہے، ہم کہتے ہیں کہ جی دعا کریں میں نمازی ہو جاؤں۔ بھئی اگر آپ نے میری دعا سے نمازی ہونا ہے تو یہ تو ایک مجبوری ہوگئی کہ دعا کوئی ایسی بلا ہو کہ جو آپ کو جکڑ دے اور بغیر نماز پڑھے چھوڑے نہیں تو اگر زبردستی نمازیں پڑھانی ہوتیں تو وہ خود پڑھا سکتا تھا۔ جس نے خاک سے تم کو انسان بنا دیا اور تم سے مشورہ نہیں کیا اور تم بن گئے انکار نہیں کر سکے۔ جس نے تمہیں سلب پدر سے نکالا اور تم نکل آئے۔ شکم مادر سے نکالا اور تم آ گئے جس نے تمہیں بچپن لڑکپن جوانی میں پالا اور تم پلتے رہے۔ جیسی چاہی شکل بنا دی اور تم اعتراض نہ کر سکے۔ جیسا چاہا قد بت بنا دیا اور تم سے مشورہ نہ کیا جتنا چاہا شعور و آگہی اور عقل اور علم کی استعداد دے دی اور تم اعتراض نہ کر سکے جتنی چاہی بصارت دے دی تم کچھ نہ کہہ سکتے جتنی چاہی بصیرت دے دی تم کچھ نہ کر سکے جب چاہا تمہیں بیمار کر دیا اور تم سے مشورہ تک نہ پوچھا، اور تم کچھ نہ کر سکے جب چاہا تمہیں موت دے دی اور تم اعتراض نہ کر سکے انکار نہ کر سکے۔ اگر وہ زبردستی چاہتا تو تم پانچ کی دس نمازیں پڑھتے۔ تمہارے دل کو اُس نے دھڑکنے کا حکم دیا وہ جب تک بند ہونے کا حکم نہیں دیتا پھر دھڑکتا چلا جاتا ہے برسوں۔ تم سو جاتے ہو تو وہ دھڑک رہا ہے، تمہاری سانس کی آمد و شد جاری ہے تم اپنی مرضی سے اُس میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اگر حکماً نمازیں پڑھانی ہوتیں تو میری دعا کی ضرورت نہیں تھی وہ خود تم سے پڑھوا لیتا۔ بات دیکھنے کی تو یہی ہے کہ تم عقل کو استعمال میں لاتے ہو، تلاش کرتے ہو پھر تم اللہ کو پاتے ہو محمد رسول اللہ ﷺ کی برکات میں تمہیں اللہ نظر آتا ہے اور تم کہتے ہو کہ یہ ہستی ایسی ہے کہ اس کے سامنے سر

www.naqshbandiaowaisiah.com

سجود ہونا ہی میری زندگی کا منتہائے مقصود ہے میری منزل ہے اور اُس جوش اُس خوشی اُس ولولے سے رکوع اور سجدہ کرتے ہو تو یہ نماز ہے یہ مطلوب ہے جب تمہارا دل کہے کہ میں اس کے سامنے پیشانی زمین پہ رکھ کے کہوں سبحان اللہ ربی الاعلیٰ۔ میرا پروردگار پاک ہے ہر چیز سے اور سب سے بڑا وہی ہے اور وہ مستحق ہے اس بات کا کہ میں پیشانی خاک پہ رکھ کر اُس کی عظمت بیان کروں۔ یہ مقصد ہے۔ یہ رسی سے باندھ کر ڈنڈے مار کر پکڑ کر نمازیں پڑھانا مقصد نہیں ہے گھیر گھار کر یا کسی کو رکوع وسجود پہ مجبور کرنا مقصد نہیں ہے۔ ہاں وہ اپنی آیات دکھاتا ہے اور سب سے بڑی آیت اُس کی خود محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اللہ کی کتاب دی۔ یہ بھی معجزہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ اگر کتاب دی تو فرمایا۔

ذالکَ الکتبُ لاریب فیہِ. عربی میں جو چیز قریب ہوتی ہے اُسے کہتے ہیں ھذا کتابٌ. یہ کتاب ہے۔ "ذالک" دور کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' وچیز ہے جب ذالک کہہ کر ارشاد کیا جائے تو وہ بعید مراد ہوتا ہے عجیب بات ہے قرآن کریم تو ہمارے ہاتھ میں پکڑا جا رہا ہے' ہمارے سینوں میں اُتارا جا رہا ہے' ہماری زبانوں پہ چلایا جا رہا ہے اور فرمایا یہ جا رہا ہے۔ ذالک الکتبُ. یہ وہ کتاب ہے یہ اس کی عظمت ہے یہ اتنی بلند ہے کہ اُس بلندی کو کوئی دوسری کتاب چھو نہیں سکتی۔ سب کتابیں سب صحیفے آسمانی کتابیں بھی اس کی بلندی کے سامنے نیچے رہ جاتی ہیں اس لئے آپ اُس بلندی پہ چلے گئے جہاں قرآن موجود ہے۔ اللہ کے سارے صحیفوں کو ہم مانتے ہیں لیکن عمل اس پر ہوگا' جب اس تک پہنچے تو باقی سارے منسوخ ہو گئے۔ اس کی عظمت یہ ہے کہ صحابہ کرام کو کہیں سے تورات کا کوئی پھٹا ہوا ورق مل گیا۔ کچھ اُس پہ آیات موجود تھیں کچھ نہیں تھیں۔ کسی کے ہاتھ آیا مقصد کتاب کا ورق تھا انہوں نے اٹھا لیا اب بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ بھی اُن میں موجود تھے تو کوشش کرنے لگے پڑھنے سمجھنے کی آخر اللہ کی کتاب کا ورق تھا۔ عجیب خوش نصیب لوگ تھے اور اللہ نے چُن کر بنائے حضور اکرم ﷺ کی رفاقت کے لئے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ کے جب فضائل لکھتے ہیں تو اُس میں ایک فضیلت یہ بھی لکھتے ہیں کہ بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مدینہ منورہ میں دفن ہوئے اس کا مطلب ہے کہ یہ ایسی مبارک مٹی ہے کہ وہ جو حکم ہے کہ جہاں کی خاک ہوتی ہے وہاں بندہ دفن ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ کریم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اور رفاقت کے لئے اکثر خاک مدینہ منورہ سے منتخب فرمائی تو شاہ صاحب نے یہ فضائل مدینہ منورہ میں یہ لکھا ہے کیسے عجیب لوگ تھے کتنے خوش نصیب لوگ تھے کہ جب کوئی بات ہوتی تو شمس نبوت ﷺ طلوع ہو جاتا' نبی کریم ﷺ تشریف لے آتے۔

آپ ﷺ جلوہ افروز ہوئے اور آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات چل رہی ہے سیدنا فاروق اعظمؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسی ساتھی کو تورات کا ایک ورق ملا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس میں اللہ نے کیا فرمایا اور تورات میں کیا لکھا ہے' حضور ﷺ کا رخ انور متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ جب کسی بات کو ناپسند فرماتے تو رخ انور متغیر ہو جاتا۔ ہلکا سا بھی ارتعاش رخ انور سے آتا۔ تو دیکھنے والے کو سمجھ آ جاتی۔ اب سب پہ لرزہ طاری ہو گیا کہ حضور ﷺ نے محسوس کر لیا۔ حضور ﷺ ناراض ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لو کان موسیٰ حییٌ. آج اگر موسیٰ علیہ السلام اِس حیات دنیا کے ساتھ یہاں موجود ہوتے تو خود موسیٰ علیہ السلام کا بھی میرے اتباع کے بغیر چارہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہ ہوتا [illegible]
ہو۔ تمہیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ خود صاحب کتاب بھی اگر دنیوی زندگی کے ساتھ یہاں موجود ہوتا تو اُسے محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنا پڑتا۔ ذالک الکتٰب وہ کتاب ہے لاریب فیہ. اس میں شبہے کی ہلکی سی گنجائش بھی نہیں ہے۔ ایسی کتاب آپ نے دی جس کا ایک ایک حرف ذات باری کا کلام ہے اور صدیوں پہلے حضور ﷺ نے فرمادیا قرآن نے نعرہ لگادیا اللہ نے فرمادیا کہ اس کا اعجاز یہ ہے کہ اللہ اس کی حفاظت فرمائے گا کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چودہ صدیاں بیت گئیں اور پندرھویں کا بھی بیشتر حصہ بیت گیا ہے کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ کیا کیا کوششیں کفار ومشرکین اور مستشرقین نے نہیں کیں جنہوں نے علوم دینیہ پر جن عیسائی اور یہودی عالموں نے تحقیق کی انہیں مستشرق کہتے ہیں۔ کیا کیا کوشش انہوں نے نہیں کیں اور اب تک کیا کیا نہیں کر رہے۔ پچھلے سال چند سال پہلے بھی شور تھا کہ یہودیوں نے غلط قرآن کریم پرنٹ کرا کر دنیا میں بانٹ دیے ہیں لیکن کوئی ایک حرف ایک زیر زبر ایک نقطے کی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ جس طرح بنی اسرائیل کے لئے اُس مردے کا زندہ ہونا تھا اُس سے بڑا معجزہ یہ ہے۔

میں اگلے دن ایک مستشرق کا ایک قول پڑھ رہا تھا وہ لکھتا ہے حضور ﷺ کے بارے کہ اولاد آدم علیہ السلام میں واحد ہستی ہے جس کی ذاتی زندگی اور عام زندگی، مجلسی زندگی، پرائیویٹ لائف اور پبلک لائف کا کوئی لمحہ آج بھی کسی غلط فہمی کا شکار نہیں۔ ہر ایک کے سامنے آج بھی ذرہ ذرہ موجود ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کیا یہ کھایا اس طرح سوئے اس طرح جاگے یہ فرمایا جہاد اس طرح کیا گھر میں اسی طرح رہتے تھے نہ پرائیویٹ لائف کا کوئی لمحہ ضائع ہوا اور نہ پبلک

[illegible] آئے لیکن اُن
کے ماننے والے اور پیروکاروں کے پاس بھی اُن کی زندگی کے واقعات درست معلوم نہیں ہیں۔ تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو گئے کسی نبی کے موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے کونسے صحیح واقعات یہودیوں کے پاس ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے بارے اُن کے ماننے والے جو ہیں وہ مختلف اوہام کا شکار ہو گئے زندگی کے واقعات کی بات تو رہنے ہی دو لیکن وہ کہتا ہے یہ واحد ہستی ہے اور مسلمان واحد قوم ہے جس سے اللہ نے یہ کام لیا کہ اپنی کتاب کے ایک ایک لفظ کا اُن سے پہرہ دلوا رہا ہے اور وہ دے رہے ہیں اپنے نبی ﷺ کی ایک ایک ادا پر بھی اُس نے پہرے لگا دیے اور مسلمان پہرہ دے رہے ہیں۔ تو یہ معجزہ اُس سے بڑا ہے کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر بات کر دے وہ تو ایک لمحے زندہ ہوا اور دوسرے لمحے اس دنیا سے چلا گیا۔ اور یہ تو صدیوں کو روندکر آئی ہے اور جانے کتنی صدیوں کو روندتی چلی جائے گی۔ لیکن اس میں کوئی ایک نقطہ ایک زیر زبر بڑھا گھٹا نہیں سکے گا۔ اب اس کے حقائق پہ بھی کسی کو یقین نہ آئے اور جس اللہ کے نبی نے یہ کتاب دی اور اتنے حقائق لٹا دیے اُس کی عظمت پہ بھی کسی کو یقین نہ آئے تو اُسے آپ عقلمند کہیں گے!

کافروں نے توہین کر دی جی حضور اکرم ﷺ کی اور یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا۔ اور اس پہ جلسہ کرو اور احتجاج کرو اور مسلمان بھائی کی گاڑی جلا دو اور دوسرے کی دکان لوٹ لو۔ یہ کہاں کا احتجاج ہے؟ کافروں کو یہ جسارت کیوں ہوئی؟ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے وقت ہو گیا اب دیر ہو رہی ہے چھوٹا سا واقعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کے بارے جنت کی بشارت دے دی آنے والے زمانوں میں جن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمانوں کا جو لشکر قسطنطنیہ فتح کرے گا۔ وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ ایک بشارت ابھی باقی بھی ہے کہ غزوۃ الہند برپا ہوگا اور جو اُس میں شریک ہوگا اللہ کی طرف سے جہاد میں وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوگا تو ہر مسلمان حکمران جس کو پہنچ اس حد تک ہوئی کہ وہ قسطنطنیہ پہ چڑھائی کرے اُس نے کوشش کی کہ وہ اُسے فتح کرے۔ سلطان محمد فاتح رحمتہ اللہ کی قسمت میں تھی فتح انہوں نے کیا۔ تو ایک لشکر مسلمانوں کا بھیجا گیا تھا قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لئے اور اُس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ' وہ صحابی جن کے گھر جب ہجرت فرما کر حضور ﷺ آئے تو آپ ﷺ کے ناقہ نے جن کے گھر قیام کیا اور جہاں پہلا قیام حضور ﷺ کا ہوا وہ اُن کا گھر تھا وہ صحابی اُس لشکر میں تھے ضعیف العمر تھے لیکن فرماتے تھے حضور ﷺ کی بشارت ہے میں اس میں مارا جاؤں گا بلا حساب جنت میں جاؤں گا۔ بزرگ آدمی تھے اُس مہم کے دوران قسطنطنیہ والے دیوار پناہ شہر کے اندر سے دفاع کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا وقت آ گیا انہوں نے وصیت فرمائی کہ کافر سے لڑتے ہوئے جتنا بھی قسطنطنیہ شہر کے قریب مجھے لے جا سکو مجھے اتنا قریب لے جا کر دفن کرنا کہ فتح تو اس نے ہونا ہی ہے۔ کبھی تو میرے مزار پہ بھی کوئی بات کرے گا کہ قسطنطنیہ آج فتح ہو گیا۔ اللہ کرے تمہارے ہاتھوں ہو جائے نہیں تو کسی بعد والوں کے ہاتھوں ہوگا' فتح تو ہونا ہے کیونکہ حضور ﷺ کی بشارت ہے۔ مسلمانوں نے یلغار کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ لے کر شہر کی دیوار کے ساتھ پہنچ گئے اب وہ اوپر سے تیر برسا رہے تھے لیکن انہوں نے ڈھالیں اوپر کی ہوئی ہیں اور قبر کھود رہے ہیں۔ تو وہ حیران ہوئے کہ یہ کر کیا رہے ہیں یہ دیوار نہیں توڑ رہے دروازہ نہیں توڑ رہے یہ کر کیا رہے ہیں؟ جی قبر کھود رہے ہیں۔ یہ کیا تماشا ہے؟ پتہ چلا ایک بزرگ مسلمانوں کا جو فوت ہو گیا ہے اُسے یہاں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے میں قبر بن گئی تو وہ اُن کا جو اوپر جرنیل یا سالار کھڑا تھا اُس نے پکار کر کہا کہ بھئی! تمہیں اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم اپنے بزرگ کو یہاں دفن کر کے واپس اپنے مورچوں میں چلے جاؤ گے تو ہم یہ کھود کر میت باہر پھینک دیں گے تو اس یزید نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم اگر تم نے اس قبر کو ہاتھ لگانے کی جرات کی تو تمہارا کوئی کلسیا اور کوئی مقدس جگہ اسلامی قلمرو میں سلامت نہیں رہے گی۔ عیسائیوں کے پاس تھا نا قسطنطنیہ انہوں نے فرمایا اسلامی قلمرو کو دیکھتے ہو کہاں سے کہاں تک ہے تمہارا کوئی گرجا گھر اور کوئی عبادت گاہ اُس میں محفوظ نہیں رہے گی ذرہ اس کو ہاتھ لگا کر دیکھو۔ لشکر تو واپس آ گیا' قسطنطنیہ فتح نہ ہو سکا لیکن ابو ایوب انصاریؓ کی قبر کو کسی نے ہاتھ لگانے کی جرات نہیں کی۔

آج کیوں توہین رسالت کرتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ یہ بے غیرت لوگ ہیں یہ اپنوں کی دکانیں لوٹیں گے اور احسان کریں گے محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت پر یہ لوگوں کی دکانوں کو آگ لگائیں گے اور اپنا سر پیٹیں گے۔ ایک دوسرے کو چیریں پھاڑیں گے آج بھی اگر کافر کو یہ خطرہ ہوتا کہ دنیا میں چھپن سے زیادہ مسلمانوں ریاستیں ہیں۔ چھپن ستاون ریاستیں یکجا ہو کر اگر میرے مدمقابل کھڑی ہو گئیں کہ تم نے توہین رسالت کا جرم کیا ہے تو میں کہاں جاؤں گا۔ چھپن ستاون ریاستوں میں اگر گرجا گھروں کو بند کر دیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ ایسے ہوتا ہے جواب تو پھر کیا ہوگا۔ لیکن کون کرے گا۔ اپنوں کی بسیں جلاؤ' اپنوں کی دکانیں لوٹو اور کافروں کے پاس جا کر مانگو کہ جی راہ للہ دے دو۔ بچوں کے کپڑے دے دو' کھانے کو دے دو۔ یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام ہے یہ مسلمان ہے۔ یہ توہین کافروں نے نہیں کی ہم گداگروں نے کی ہے جو کافروں سے مانگ کر کھاتے ہیں ہماری حمیت اور غیرت مر چکی ہے! کہتے ہیں کافر بے حیائی پھیلا رہے ہیں جی ہندوستانی فلمیں بے حیائی پھیلا رہی ہیں جی یہ مغرب والے انٹرنیٹ پہ یہ کر رہے ہیں!...... وہ کوئی پکڑ کر آپ کو دکھاتے ہیں آپ پیسے دے کر دیکھنے جاتے ہو اور شکوہ کرتے ہو خراب ہے' کمال ہے انہیں پتہ ہے یہ دیکھیں گے اس لئے بھیجتے ہیں۔

لیکن میرے بھائی! بات تو اُسی ایمان ویقین کی ہو رہی تھی ہماری بغلوں میں قرآن ہے نہ زبانوں پہ کلمہ ہے لیکن اعتبار ہمیں دونوں پہ نہیں رہا۔ بنی اسرائیل کو تو ایک مردے نے چند لمحے زندہ ہو کر بتا دیا اور ہمارے پاس اللہ کی زندہ کتاب موجود ہے جو نہ صرف خود زندہ ہے بلکہ مردہ دلوں کو زندگی صرف یہی دیتی ہے اور زندگی بانٹ رہی ہے بانٹتی رہے گی جب تک قیامت قائم نہیں ہوتی۔ یہی آب حیات ہے دنیا میں اگر آب حیات ہے تو یہی اللہ کی کتاب آب حیات ہے یہی بارگاہ رسالت ﷺ آب حیات ہے۔ یہی عظمت پیامبر ﷺ آبِ حیات ہے۔ ڈاکہ کیوں پڑ رہا ہے عظمت پیامبر ﷺ پر اس لئے کہ پہرے دار...... اب میں کیا کہوں ہم کیا ہو گئے ہیں۔ میں کچھ نہیں کہتا اللہ ہمیں ہدایت دے' ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں دینی غیرت وحمیت عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆

اِنا للہ وَ اِنا الیہ رَاجِعُون

درج ذیل احباب اور احباب کے عزیز واقارب نے وفات پائی۔

1- ماسٹر غلام حیدر (بورے والا) کے بھائی ماسٹر محمد علی
2- ڈسکہ کے ساتھی ابوذر کے بہنوئی
3- ڈسکہ کے تھی مصطفےٰ بشیر کی والدہ ماجدہ
4- لاہور کے ساتھی عبدالمالک منصوری کے چچا جان
5- لاہور کے ساتھی عبدالغفور اور محمد سلیم کی والدہ محترمہ
6- گوجرانوالہ کے ساتھی ڈاکٹر ثناءاللہ کی والدہ محترمہ اور بھاوج صاحبہ
7- بلوچستان کے صاحب مجاز قاری محمد یونس صاحب کے والد بزرگوار
8- گوجرہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی بابر عباس کے والد محترم
9- فیصل آباد سے سید بشارت حسین صاحب کی والدہ صاحبہ
10- سید محمد الیاس شاہ جڑانوالہ والے کے چھوٹے بھائی
11- فیصل آباد کے ساتھی چوہدری محمد شریف کے صاحبزادے
12- الاخوان ڈسپنسری فیصل آباد کے انچارج تنظیم الحسن
13- فیصل آباد کے ساتھی چوہدری سلطان محمود کی اہلیہ۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ضرورت رشتہ

لاہور کے ایک متوسط تعلیم یافتہ' شریف گھرانے کی 23 سالہ BSc, BEd بچی' اعلیٰ درجہ کے مقامی سکول میں ٹیچر کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے' والد پاکستان ایئر فورس کے ریٹائرڈ افسر ہیں' تعلیم یافتہ شریف گھرانے کے والدین رجوع کریں' سلسلہ عالیہ سے متعلق ساتھیوں کو ترجیح دی جائے گی۔ جہیز کے خواہشمند رابطہ کے لئے تکلیف نہ کریں۔

Readytoengage@Yahoo.com

Tariq Rana C/O Funkar,100 Ferozpur Road, Lahore

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

تبرکات کی اپنی ایک برکت ایک اثر تو ہے اگر کوئی رکھتا ہے تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اُن سے اس طرح کی امیدیں وابستہ کر لینا جو ذات باری کے ساتھ منسوب ہیں وہ درست نہیں۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 10-8-2005

سوال: حضرت بڑے بڑے اولیا کرام جب اس دنیا سے چلے گئے تو ان کی تعلیمات کے ساتھ اُن کے استعمال کی اشیاء کو بطور تبرک ایک میوزیم بنایا گیا تو کیا حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی استعمال کی اشیاء کا میوزیم بنایا جا سکتا ہے؟

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

جواب: تبرکات کا اپنا ایک مقام ہے۔ جس طرح جو چیزیں نبی کریم ﷺ کے استعمال میں آئیں ان میں کچھ چیزیں بطور تبرک الحمدللہ ابھی تک محفوظ ہیں اور اُن کی اپنی ایک برکت ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے طالوت کے ساتھ جنگ کا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر میں ملتا ہے کہ تمہیں وہ صندوق فرشتے لا کر دیں گے جس میں موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات ہوں گے۔ تبرکات کی اپنی ایک برکت ایک اثر تو ہے اگر کوئی رکھتا ہے تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اُن سے اس طرح کی امیدیں وابستہ کر لینا جو ذات باری کے ساتھ منسوب ہیں وہ درست نہیں۔ تبرکات محض برکت کے لئے ہوتے ہیں امور کا انجام دینا یہ دست باری میں ہے اللہ کریم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں تو تبرکات کی اپنی ایک برکت ہوتی ہے۔ جس چیز کو اچھے لوگوں سے نسبت ہو جائے اُس کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کی سواری کے جانور بھی جسے ملے اُس نے بطور تبرک رکھے۔ ہتھیار، لباس، نعلین مبارک، موئے مبارک جو کچھ جس کو نصیب ہوا وہ بطور تبرک رہا اور ابھی تک بعض چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی استعمال شدہ جو ہیں یا آپ ﷺ کے خطوط مبارک جو ہیں وہ محفوظ ہیں تو اس طرح شیخ کی کوئی چیز اگر بطور تبرک رکھی جائے تو اس سے صرف یہ ہوتا ہے کہ اللہ کرے برکت ہوتی ہے اُس میں حاجت روائی کی کوئی طاقت نہیں آ جاتی۔ اصل ہمارے ہاں اعتدال نہیں رہا، ہم یا تو بالکل انکار کر دیتے ہیں یا اُسی کی پوجا کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ دونوں طرف ہم انتہا پہ چلے جاتے ہیں۔ اسلام درمیانی راستہ ہے، اعتدال کا راستہ ہے۔ برکت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اُن چیزوں کو پوجنا بھی جائز نہیں ہے اور عبادت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کسی سے نفع کی امید رکھی جائے کہ یہی مجھے نفع دے گا یا اگر میں اس کی اطاعت یا اس کی بندگی نہیں کروں گا تو یہ میرا نقصان کرے گا۔ نفع کی امید یا نقصان کا ڈر جب اطاعت پہ مجبور کر دے تو یہ عبادت ہوتی ہے اور یہ صرف اللہ کریم کا حق ہے اللہ کریم کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائے گی۔

تو تبرکات کی پوجا درست نہیں ہے، برکت کے لئے رکھنا اُس میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اللہ کریم اُس میں برکت دیتے بھی ہیں۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ اب روئے زمین پر آپ جہاں جائیں تو اُن کے جو قومی مشاہیر تھے اُن کی یادگاریں ملتی ہیں جہاں کوئی جنگ ہوئی وہاں یادگار ہے جہاں کوئی دفن ہے، جہاں کسی نے کوئی بڑی تقریر کی اسی طرح جگہ جگہ پر انہوں نے یادگاریں محفوظ کر رکھی ہیں۔ لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ پورے عرب شریف میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگاریں چپے چپے پہ ثبت تھیں اور ترکوں نے محفوظ بھی کی تھیں۔

اُحد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخِ انور جس جگہ زخمی ہوا وہاں ترکوں نے ایک چھوٹی سی پتھروں کی خوبصورت چار دیواری بنا دی تھی۔ تھوڑی سی جگہ پر تھی جتنا یہ کیمرے کا سٹینڈ ہے اور میں بیٹھا ہوں اتنی سی چار دیواری تھی۔ اُس کے ساتھ ایک چٹان تھی اُس کے نیچے جگہ خالی تھی بہت بڑی چٹان آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ تو پہلے حضور اکرم ﷺ نے اُس چٹان کے نیچے آرام فرمایا تو وہ بہت نیچی تھی تو جہاں سر مبارک تھا۔ وہ چٹان کے ساتھ لگنے کا اندیشہ تھا تو وہاں سے چٹان اس طرح گولائی میں ہٹ گئی جس طرح سر مبارک تھا نبی کریم ﷺ کا۔ بالکل وہ گولائی ستر کی دہائی تک تو موجود تھی بلکہ اسی کے بعد بھی موجود تھی چونکہ یہ چھوٹا بچہ جو میرا ہے اس کی پیدائش ۸۰ کی ہے اور یہ اُس وقت آٹھ دس سال کا تھا جب کہ وہاں چٹان کے نیچے بیٹھا رہا اور انہوں نے تصویریں لیں تو اُس کی تصویریں چٹان کی ابھی تک میرے پاس محفوظ ہیں پھر ایک دفعہ ہم گئے تو وہاں ساری آبادی ہوگئی تھی اور غلاظت بکھری پڑی تھی۔ کہیں بکریوں کی کہیں بچوں نے پیشاب کئے ہوئے تھے۔ لیکن وہ چار دیواری خستہ سی حالت میں موجود تھی اور اُس چٹان کے نیچے جو اس طرح جگہ بن گئی تھی اُس میں کسی نے بجری اور سیمنٹ ملا کر تھوپ دیا تھا اور پھر گئے تو وہاں کوئی نشان بھی نہیں تھا۔

اُحد میں ہی ایک بہت بڑی اس طرح سے دراڑ ہے پہاڑ میں جہاں پھر اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو لے گئے وہاں مرہم پٹی کی گئی تو وہ بھی موجود تھی۔ اُس کے دروازے میں بھی بعد میں ہم گئے تو دروازے میں اُس میں کچی اینٹیں چُنی ہوئی تھیں۔ جہاں سے داخلہ تھا تو اس طرح سے بہت سے آثار تھے حضور اکرم ﷺ کے جو مٹا دیئے گئے اُس میں انتہا پسندوں ہی کا دخل ہے۔ ایک انتہا پسند تو وہ تھے جنہوں نے وہاں سجدے دینے شروع کر دیئے اور پوجا کا طریقہ بنا لیا تھا اور دوسرے وہ تھے جنہوں نے انہیں محفوظ کرنے کی بجائے مٹا ہی دیا کہ یہ شرک ہوگیا، کفر ہوگیا، بھئی! شرک ہوگیا تو شرک کرنے والے کو شرک سے روکو۔ آثار کو مٹانا تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ تو یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم انتہا پسند ہو گئے ہیں اور دنیا میں اب ہم بدنام بھی ہیں انتہا پسندی کے حوالے سے یا تو ہم بالکل ہی پوجا شروع کر دیتے ہیں یا بالکل سرے سے انکار کر دیتے ہیں تو معاملہ بین بین ہے۔ تبرکات کا رکھنا جائز ہے، تبرکات کے حوالے سے دعا کرنا درست ہے لیکن دعا اللہ سے کی جائے گی۔ یہ کہنا کہ اس کی وساطت سے میری دعا قبول فرمالے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے برکت بھی ہوتی ہے لیکن راستہ اعتدال کا ہے درمیان کا ہے۔ اللہ کریم ہدایت پہ قائم رکھے اور بزرگوں سے اور اُن کے تبرکات سے حقیقی طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

علم الادیان اور علم الابدان کا حسین امتزاج : اقبال کے شاہینوں کا مسکن

راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق شدہ

مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والا واحد تعلیمی ادارہ

قائم شدہ 1984ء

دار العرفان منارہ

صقارہ اکیڈمی

صحت مند پاکیزہ اور سیاست سے پاک ماحول

ہاسٹل کی سہولت موجود

- ایف اے
- ایف ایس سی
- جنرل سائنس
- پری انجینئرنگ
- پری میڈیکل
- آرٹس گروپ

سیشن 2006ء

داخلہ جاری ہے

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر
خصوصی توجہ کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ

آئی ایس ایس بی کے ٹیسٹ کے لئے خصوصی
راہنمائی اور یقینی کامیابی کے مواقع

محل وقوع:۔ صقارہ اکیڈمی دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نورپور ضلع چکوال

رابطہ فون نمبر 0543-562222
562200

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ کیا تماشا ہے؟

عرفان صدیقی

ممکن ہے حدود آرڈیننس کے بعض پہلو خام ہوں ممکن ہے اس کے اطلاق کا طریقہ کار مناسب نہ ہو۔ ممکن ہے یہ آرڈیننس کچھ بے گناہوں' مظلوموں اور تہی دستوں کیلئے آزار کا سبب بن رہا ہو اور ممکن ہے اس سے وہ نتائج مرتب نہ ہو رہے ہوں جو قانون سازوں کے پیش نظر تھے۔ سو مان لیتے ہیں کہ اس میں اصلاح کی گنجائش موجود ہے' تسلیم کر لیتے ہیں کہ اہل فکر و نظر' علمائے کرام اور قانون ساز اداروں کو اس پر نئے سرے سے غور کرنا چاہئے لیکن کیا آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے؟ لاتعداد سماجی' معاشرتی' سیاسی' اقتصادی اور تہذیبی الجھنوں میں گھرے پاکستان کی بالاترین ترجیح یہی ہونی چاہئے کہ حدود آرڈیننس کے تار و پود بکھیر دیئے جائیں؟ کیا وقت کی کڑی دھوپ میں موم کی طرح قطرہ قطرہ پگھلتے لوگوں کی چارہ گری کے سارے سوتے حدود آرڈیننس کے ملبے سے ہی پھوٹتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو اللہ کی حدود کو تماشا کیوں بنایا جا رہا ہے؟ ایک انتہائی نازک شرعی مسئلے کو چوراہوں میں مداری کے کھیل کا رنگ کیوں دے دیا گیا ہے؟ یہ تاثر کیوں ابھارا جا رہا ہے کہ پاکستان کی عورت کے سارے آلام و مصائب کا سرچشمہ صرف حدود آرڈیننس ہی ہے؟ اس معاملے کا حجم یکا یک اتنا کیوں بڑھ گیا ہے کہ ٹیلی ویژن چینل کے کئی کئی گھنٹے اور اخبارات کے پورے پورے صفحات بے ذوق اشتہاری مہم کیلئے وقف کر دیئے جائیں؟ کون ہے جو پس پردہ بیٹھا کٹھ پتلیوں کو ہلا رہا ہے؟ کون سخی ہے جو اس مقصد جلیلہ کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہا رہا ہے؟ بیٹھے بٹھائے ایکا ایکی یہ سرکس کس کے ایما پر سجایا گیا ہے؟ وہ الفاظ وہ تراکیب' وہ معاملات جنہیں بہو بیٹیوں کے سامنے نوک زباں پر لانا بھی تہذیب کے قرینوں سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ اس بے باکی' اس شوخ چشمی اور اس حیا سوزی کے ساتھ کیوں میڈیا کا موضوع بن گئے ہیں؟

کیا یہ واقعی کچھ حساس اور صاحب دل انسانوں کی خوئے دردمندی ہے کہ وہ پسے ہوئے' مظلوم اور تہی دست طبقے کی عورتوں کو کسی جبر ناروا سے بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو ان کی دردمندی صرف حدود آرڈیننس کے دائرہ اثر تک ہی کیوں محدود ہے؟ کیا یہ پاکستان کا واحد قانون ہے جس کا استعمال غلط طور پر ہو رہا ہے؟ کیا ضابطہ تعزیرات کی ایک ایک شق اپنے معنی و مفہوم کے حقیقی تقاضوں کے مطابق بروئے کار آ رہی ہے؟ کیا پولیس کے لامحدود صوابدیدی اختیارات کے تازیانے صرف حدود آرڈیننس کی زد میں آنے والوں پر ہی برس رہے ہیں؟ کیا ہزاروں قوانین میں سے یہ واحد غیر متوازن ضابطہ ہے جس میں فوری ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت ہے؟

ذرا گردو پیش پر نظر ڈالئے۔ وہ کون سا عذاب ہے جو خدا کی اس بستی کی مخلوق پر نہیں ٹوٹ رہا؟ وہ کونسا شعبہ ہے جہاں تہی داماں انسان کی ہڈیاں سرمہ نہیں ہو رہیں؟ پاکستان شاید واحد کم نصیب ملک ہے جہاں تعلیم پانچ' چھ متوازی اور متصادم دھاروں میں بہہ رہی ہے۔ طبقاتی تقسیم کا ابلیسی چکر ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ دیہات کی ۷۰ فیصد آبادی کے بچے بے در و دیوار سرکاری سکولوں میں خاکبازی کا سبق لے رہے ہیں جہاں نہ پڑھنے کو کتاب ہے نہ پڑھانے کو' استاد انہیں کچھ خبر نہیں کہ کمپیوٹر کس جانور کا نام ہے اور انٹر نیٹ نامی چڑیا کن جزیروں پر بسیرا کرتی ہے جہاں تعلیم کا مقدس عمل اس نوع کے مجرمانہ امتیازات کا شکار ہو اور درس گاہوں کے دروازے سونے کی کنجیوں سے کھلتے ہوں' وہاں کے باشعور میڈیا کو ریشمی گریبانوں کی دھجیاں بکھیر دینی چاہئیں لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ بلٹ پروف گاڑیوں' بے مصرف دوروں اور اپنے گھروں کی زیبائش پر کروڑوں'

www.naqshbandiaowaisiah.com

اربوں روپے پھونک دینے والوں کے پاس تعلیم کیلئے مجموعی قومی آمدنی کا دو فیصد بھی نہیں۔ ساڑھے چار ہزار روپے ماہانہ پر بھرتی کئے گئے ایجوکیٹرز ۱۵ فیصد مہنگائی الاؤنس کے بھی حقدار نہیں۔ لیکن کسی چینل نے کوئی شام غریباں بپا نہیں کی۔ ۱۶ کروڑ کی آبادی کے لئے ملک میں ایک ہزار ہسپتال بھی نہیں۔ ۱۶ سو افراد کیلئے صرف ایک ''بستر علالت'' دستیاب ہے۔ مریض برآمدوں' سیڑھوں' راہداریوں اور کھلے سبزہ زاروں میں پڑے سسک رہے ہیں۔ کشکول توڑ پھینکنے اور خزانہ لبالب بھر لینے والی حکومت کے پاس صحت پر خرچ کرنے کے لئے ایک فیصد رقم بھی نہیں۔ ۸۰ فیصد سے زائد آبادی پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔ متعدد شہروں میں ہزاروں افراد آلودہ پانی پینے کے باعث پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بیسیوں جاں بحق ہو گئے' پانی کی قلت کا یہ حال ہے کہ اسلام آباد جیسے شہر خوش جمال کے لوگ دہائی دے رہے ہیں' روشنیوں کا شہر کراچی اور سینکڑوں قصبات و دیہات بجلی کے بحران کا شکار ہیں لیکن ''حدود آرڈیننس'' کے بخیے ادھیڑنے والوں کو یہ سب کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ تھانوں میں انسانیت پر کس نوع کے چرکے لگ رہے ہیں؟ کچہریوں کا رزق ہو جانے والی زندگیوں کا نوحہ کیا ہے؟ انصاف کے ایوانوں کے در و دیوار کیا کہتے ہیں؟ ڈاکٹر کی فیس نہ ہونے کے باعث جاں بلب بچے کو گود میں لئے بیٹھی ماں کس کرب سے دوچار ہے؟ علی الصبح کچرے کے ڈھیروں سے رزق چننے والے بچوں کے خواب کس طرح کے ہوتے ہیں؟ کرپشن کا ناسور کیا کچھ چاٹ رہا ہے؟ جمہوریت کس طرح ''بالجبر عصمت دری'' کا شکار ہے؟ آزادی' خود مختاری اور حاکمیت اعلیٰ پر کیا بیت رہی ہے؟ کسی عشوہ طراز چینل کو ان سوالوں سے کوئی غرض نہیں۔

تین چار دن قبل اے ایف پی نے خبر دی کہ ملائیشیا کے وزیراعظم عبداللہ احمد بداوی کو ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر سمن جاری ہو گئے۔ وزیراعظم کی دفتر کی تین گاڑیوں کے خلاف ٹریفک میں خلل ڈالنے' غلط پارکنگ اور تیز رفتاری کے الزام میں چالان کئے گئے چونکہ گاڑیاں وزیراعظم سیکرٹریٹ کی تھیں اس لئے وزیراعظم کے نام 11 ٹکٹ جاری کئے گئے۔ وزیراعظم اس معاملے سے بے خبر رہے لیکن ٹریفک کے ڈی آئی جی موسیٰ حسن نے انہیں آگاہ کیا کہ آپ پر عائد جرمانہ واجب الادا ہے وزیراعظم نے معذرت کرتے ہوئے کہا ''پیر کے دن تک 278 ڈالر جرمانہ ادا کر دیا جائے گا''۔ یہاں کے چلن دیکھئے کتنے ہی مریض اس لئے ایمبولینس میں پڑے پڑے دم توڑ گئے ہیں کہ شایان والا تبار کی مقدس سواریوں کے باعث ٹریفک بند تھا۔ کسی چینل نے کوئی دستاویزی فلم نہیں بنائی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کسی کو غرض نہیں کہ 55 ممالک کی جیلوں میں پڑے 9500 پاکستانیوں کو واپس لانے کیلئے حکومت کیا کر رہی ہے؟ کسی کو جہازی سائز کے اشتہارات جاری کرنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ امن و امان کی صورتحال کن پستیوں کو چھو رہی ہے۔ کسی چینل کی پیشانی پر تشویش کی لکیر نہیں اُبھری کہ وزیرستان کی آگ میں کیا کچھ بھسم ہو رہا ہے اور بلوچستان کا بحران خطرے کی کن حدود کو چھو رہا ہے؟

بھارتی ثقافت کی آبیاری' فحاشی و عریانی کے فروغ اور اپنی دینی و تہذیبی اقدار کی تضحیک کو اپنا مشن بنا لینے والوں کو صرف وہی مسئلہ نظر آتا ہے جس کا کوئی نہ کوئی رشتہ قرآن و سنت سے جڑا ہو۔ کبھی حدود آرڈیننس' کبھی ناموس رسالت ﷺ کا قانون' کبھی امتناع شراب کا ضابطہ' کبھی قادیانی آرڈیننس' اس کھیل کے ڈانڈے ''نائن الیون'' کے بعد کے اس کروسیڈ سے ملتے ہیں جو کبھی جہاد کو ''دہشت گردی'' قرار دیتا' کبھی دینی مدارس پر یلغار کرتا' کبھی جعلی قرآن تخلیق کرتا' کبھی نصاب تعلیم کو جدت کی سان چڑھاتا اور کبھی اپنی حیا باختہ تہذیب کے تسلط کی راہیں تراشتا ہے۔

ممکن ہے حدود آرڈیننس کے بعض پہلو خام ہوں اور ممکن ہے کہ اس کے اطلاق کا طریقہ کار اصلاح طلب ہو لیکن چوراہوں میں تماشے لگانے' شاہراہوں پر سرکس سجانے' حساس دینی معاملات و مسائل کی نزاکتوں کو چوپالوں کا موضوع بنانے' گز گز بھر کے اشتہار چھاپنے' قرآن و سنت کی تعلیمات کو روشن خیالی کے ''دھوبی گھاٹ'' پر پٹخنیاں دینے والوں کو پاکستان میں صرف یہی ایک مسئلہ دکھائی دے رہا ہے؟ اور کیا وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ پاکستان کے سادہ معصوم لوگ ان کی اس شاطرانہ فن کاری کو نظر انداز کرتے ہوئے انہیں ''دردمند مصلحین'' کے مقام فضیلت پر بٹھا دیں گے؟

بشکریہ ''روزنامہ نوائے وقت''

www.naqshbandiaowaisiah.com

روشنی کا سفر

محمد صدیق شاہ' جہلم

ضلع جہلم کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت شیخ المکرم نے اس علاقے کی تربیت کی ذمہ داری میجر (ر) حافظ غلام قادری صاحب کو سونپ دی ہے جو باقاعدگی سے ضلعی اجتماعات میں نہ صرف شامل ہوتے ہیں بلکہ دوسرے ساتھیوں کو یاددہانی بھی کراتے رہتے ہیں یہاں صرف مبتدی حضرات کے لئے ذکر کا اہتمام ہی نہیں ہوتا بلکہ پرانے ساتھیوں کو کام کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے اور اُن کو کام کرنے کا سلیقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔ انہی اجتماعات میں یہ بات زیر بحث آتی رہی ہے کہ مہینے میں صرف گھنٹہ ڈیڑھ اکٹھے ہونے سے مقاصد حاصل نہیں ہوتے لہذا طے یہ ہوا کہ ماہانہ اجتماع کے ساتھ ایک رات مل کر اکٹھی گزاری جائے روحانی بیعت والے ساتھیوں کے لئے اس میں شرکت لازمی ہو۔ تاکہ ساتھیوں کو ضروری مسائل جیسے نماز کی امامت جمعہ کی نماز' نماز جنازہ اور ایسے ہی روزمرہ کی دینی ضروریات کے علاوہ دعوت کی تربیت دی جائے۔ پھر اس کے Feed Back سے بھی آگاہی حاصل کی جائے' جسکی ابتداکر سیداں میں محمود صاحب کے گھر پھر دارالعرفان اسلام آباد کے بعد یہ تیسرا پروگرام تھا۔ جس کے لئے ۲۹ اپریل ۲۰۰۶ء کو عصر کے وقت ساتھی دیہہ مرکز میں پہنچنے شروع ہو گئے نماز مغرب کے بعد خادم السلام صاحب کے گھر پر حافظ صاحب نے خطاب فرمایا۔ جہاں اکثریت نئے ساتھیوں کی تھی۔ عشا کی نماز انہوں نے ذکر خفی کی ضرورت' اسلامی نظام کے نفاذ کی برکات اور اس سے حاصل ہونیوالے فوائد پر سیر حاصل گفتگو کی اور ان امور کے باہمی تعلق کو خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ گفتگو کا مرکزی خیال یہ تھا کہ تمام طریقہ ہائے ذکر درست ہیں لیکن اس پرفتن دور میں صرف ذکر لسانی اور ذکر جہر ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے قلوب' بال اور کھال اگر ذاکر نہ ہو تو ذکر کے برکات سے کما حقہ' وہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ جو موجودہ دور کی شیطانی اور نفسانی قوتوں کا مقابلہ کر سکیں یہاں صرف ثواب حاصل کرنا ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ ذکر کو اپنا حال بنانا اور کیفیات حاصل کرنا بھی ہوتا ہے جس کے بغیر تائید ربانی کا حصول ممکن نہیں ہے۔ پروگرام کے اختتام پر ساتھیوں کو ذکر کرایا گیا۔

عشا کی نماز کے بعد ساتھی آفتاب عالم صاحب کے گھر تشریف لے گئے کھانے کے فوراً بعد ساتھیوں کو اکٹھا کیا گیا' پہلے حافظ صاحب نے ساتھیوں کو اُن کی ذمہ داری کا احساس دلایا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ جہلم میں 120 ایسے ساتھی ہیں۔ جن کی روحانی بیعت ہو چکی ہے۔ ان میں نوجوان ساتھی بھی ہیں۔ اور وہ ساتھی بھی جن کی روحانی بیعت اعلی حضرتؒ نے کروائی تھی۔ یہ سلسلہ عالیہ کا اعجاز ہے کہ اس میں نوجوان' بوڑھے' کسان' سکالر اور ہر طبقہ کے لوگ ہیں' یہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک طرح کی مشابہت ہے۔ لیکن صحابہؓ میں جہاں حضرت معوذؓ اور حضرت معاذؓ جیسے نونہال تھے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنہوں نے ابوجہل کے سر پر غرور کو خاک میں گھسیٹا۔ تو ایسے بزرگ بھی تھے جو معذور ہونے کے باجود میدان کارزار میں اترے۔ پھر چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا۔ کہ شہادت کے بعد اُن کے جسد خاکی نے بھی واپس آنے سے انکار کر دیا۔ ہمارا یہ امتحان ابھی باقی ہے اسی امتحان کی تیاری کے لئے یہ خصوصی اہتمام کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ سلسلہ اب جاری رہے گا۔ یہاں نہ صرف چھوٹے چھوٹے مسائل زیر بحث آئے بلکہ ساتھیوں نے بہت مفید مشورے بھی دیئے ساتھیوں کی گفتگو سے محسوس کیا گیا کہ وہ گروہ بندی اور فرقہ واریت کو ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں تجویز کیا گیا کہ Isolation اختیار نہ کی جائے' بلکہ ہر طبقے کے افراد کے ساتھ رابطہ رکھا جائے اُن کی دلچسپیوں اور تقریبات میں صریحاً غیر شرعی اور شرکیہ افعال سے دامن بچا کر شرکت کی جائے تا کہ اللہ اللہ کرنے کی امانت جو ساتھیوں کے سینوں میں ہے۔ اس سے دوسرے لوگ بھی آشنا اور مستفید ہو سکیں۔ لوگوں سے حکمت سے بات کی جائے' اور اگر وہ کوئی مسائل پوچھتے ہیں تو مفتی بننے کے بجائے اُن کو اکابرین سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے کہا جائے' جو لوگ گروہ بندیوں کا پرچار بڑے زور وشور سے کرتے ہیں۔ اُن کے عقائد کی بنیاد کیفیات قلبی پر نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن کو کچھ چیزیں ورثے میں مل جاتی ہیں یا پھر کثافت قلب کی بنا پر وہ کسی گروہ میں پھنس جاتے ہیں انکے نزدیک جا کر دیکھا جائے تو وہ خود بھی متذبذب ہوتے ہیں اور اکثر راہ حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔ کیفیات قلبی نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو یقین کی وہ دولت حاصل نہیں ہوتی جو سلسلہ عالیہ کے متوسلین کو حاصل ہے۔ اُن کے ساتھ چل کر اگر اُن کو یہ باور کرایا جا سکے کہ آپ اُن کے سچے خیر خواہ ہیں اور آپ کے پاس وہ دولت ہے جس کو وہ تلاش کر رہے ہیں تو وہ فوراً آپ کے ساتھ آ جائیں گے۔ لیکن اگر آپ Isolate ہو کر صرف اپنے کپڑے بچانے پر لگ جائیں تو آپ وہ مقصد حاصل نہیں کر سکیں گے جس کی وجہ سے آپ پر اتنی نعمتیں نچھاور کی گئی ہیں جن سے متعلق آپ سے سوال ہوگا۔

معاشرے کا ایک بہت بڑا طبقہ Tension کا شکار ہے جس کی وجہ سے امراض قلب' السر' شوگر' معدہ کی خرابیاں اور نجانے کیا کیا پیچیدگیاں جنم لے رہی ہیں۔ ٹی وی پر ماہرین نفسیات اس پر مذاکرے بھی کر رہے ہیں وہ اس کی وجہ سے عدم تحفظ' ملکی اور گلوبل حالات اور دوسرے بیرونی عوامل قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ انسان کے اندر کا ہے اور اس کی اصل وجہ اطمینان قلب کا فقدان ہے جس کو مغرب والے Fear of Unknown اور Unknwon Insecurity لکھتے ہیں۔ ہمارے پاس اس فوبیا کا علاج ہے' ہمیں ایسے لوگوں تک رسائی حاصل کرنی چاہئے اور تجویز یہ کیا گیا کہ ڈاکٹروں کے پینل سے رابطہ کر کے اُن کو بتایا جائے کہ اس کا علاج ہمارے پاس ہے' ہمیں اس کی تربیت دی گئی اور ہم علاج میں آپکی مدد کر سکتے ہیں۔ اس پر اُن کی کاروباری کامیابی کا انحصار بھی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون نہ کریں اس طرح ہم اُن لوگوں تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔ جن کو ہماری توجہ کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے۔ یہ کام خصوصی لیکچرز کا اہتمام کرنے سے اور حضرت شیخ المکرم کی سی ڈیز اور کیسٹس سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ ایسے سنٹرز جہاں نشے کا علاج ہوتا ہے اُن کو تلاش کیا جائے اور اُن کو اپنی خدمات پیش کی جائیں۔

جب ساتھیوں نے رابطے کے فقدان کا مسئلہ اٹھایا تو اس کے لئے کئی تجاویز آئیں ایک تو یہ تھا کہ مختلف سیکٹرز میں ایسے ساتھیوں کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈیوٹی لگائی جائے جو اپنے نزدیکی ساتھیوں سے کم از کم وقت میں رابطہ رکھ سکیں۔ وہ ساتھی جن کی روحانی بیعت ہو چکی ہے اُن کو خصوصی طور پر اس مقصد کا خیال رکھنا ہوگا جن ساتھیوں کے پاس Internet' کمپیوٹر یا کم از کم ٹیلی فون ہے۔ اُن کو یہ ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے۔ ایسے ساتھی اپنا E-mail اڈریس دیں اور ڈاک کے بجائے ای۔ میل پر تیز رفتار پیغام رسانی کا طریقہ اپنائیں۔ ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضلع یا تحصیل میں ای۔ میل بنایا جائے جس کا آئی۔ ڈی اور پاس ورڈ وہاں کے تمام ساتھیوں کو معلوم ہو مرکز سے جو پیغام بھی بھیجا جائے۔ ای میل پر بھیجا جائے ۔ اس طرح ہر ساتھی اس کو Access کر سکے گا۔ بلکہ جن لوگوں کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں۔ وہ بھی کسی نیٹ کلب سے ای میل پڑھ سکیں گے یہ بھی تجویز کیا گیا کہ سلسلہ عالیہ کی ویب سائٹ کی ایڈورٹائز منٹ کے لئے انٹرنیٹ استعمال کرنے والے ساتھی سلسلہ عالیہ کی ویب سائٹ آگے مختلف لوگوں کو میل کریں۔ حاضرین نے یہ بھی محسوس کیا کہ Wall Chaking دوسروں تک اپنی بات پہنچانے کا موثر طریقہ ہے جو کہ اب تقریباً ترک کر لیا گیا ہے ۔ ساتھی اس طرف دوبارہ توجہ دیں۔ پیغام رسانی کا یہ سستا اور آسان ذریعہ ہے۔

اس مصروف دور میں لوگوں کے پاس کتابیں اور پمفلٹ پڑھنے کی فرصت نہیں ہے تو چھوٹے چھوٹے کارڈ چھپوا کر اس پر اپنا پیغام اور رابطہ دوسروں تک پہنچایا جائے ۔ وقت کے تقاضے کے مطابق ہر وہ طریقہ جو آسانی سے استعمال ہوسکتا ہے۔ Adopt کیا جائے جب ہم اس کی فکر کریں گے تو مزید راہیں کھلیں گی۔

اگلی صبح تہجد کے معمول نماز اور ناشتے کے بعد ساتھی مرکز میں پہنچ گئے جہاں ذکر کے بعد حافظ صاحب نے مختصر خطاب میں ساتھیوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے پاس چھوٹی سی ڈائری رکھیں اور اس میں اپنے معمولات کا اندراج کریں تاکہ یاد رہے کہ چوبیس گھنٹے میں کتنا وقت اللہ سے تعلق بنانے اور دوسروں کی فکر کرنے میں لگایا گیا ہے۔

راقم الحروف نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ مختلف لوگوں نے حضرت شیخ المکرم اور سلسلہ عالیہ کے متعلق اخبارات میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو لوگ صوفی نہیں ہوتے وہ عقیدت کا اظہار بھی ایک خاص زاویے سے کرتے ہیں اگر اپنے ساتھی اخبارات و رسائل میں مضامین اور کالم لکھیں تو اس کا تاثر مختلف ہوگا حافظ صاحب نے یہ کام اس نو آموز کے ذمے لگا دیا اور ساتھ ہی تربیت اور غالباً Test کی خاطر اس روشنی کے سفر کی روداد المرشد کے لئے لکھنے کو کہا تاکہ ساتھیوں کی تجاویز دوسرے ساتھیوں تک بھی پہنچیں اور شاید ان پر عمل سے فائدہ ہو۔

☆☆☆

اطلاع

انشاءاللہ ماہنامہ المرشد ماہ اگست کے شمارہ میں قدیرآباد اور شہداءِ قدیرآباد کے حوالے سے خصوصی ایڈیشن شائع ہوگا۔ احباب اس موضوع پر تحریریں بھجوا سکتے ہیں۔

(ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسانی زندگی ابدی ہے

اعجاز احمد بخاری
☆..........مظفر گڑھ

انسانی زندگی کا ارتقاء عالم ارواح سے عہد الست کے ساتھ شروع ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی غیر شعوری حالت میں اپنی ربوبیت منوائی۔ مبادا دنیا میں آ کر کہیں دھوکہ نہ کھا جائے۔ حضرت مولانا احمد علیؒ لاہور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اللہ تو ہر کوئی مانتا ہے لیکن اب ماننا بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا انسان کو کئی رب (پالنے والا روزی رساں) ماننے پہ مجبور کر دیتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ "انسان ازلی تو نہیں مگر ابدی ہے" یعنی ہمیشہ سے نہیں تھا۔ لیکن پیدا ہونے کے بعد اب ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اس کی زندگی نقل مکانی کی صورت میں مختلف ادوار سے گزرتی رہے گی' چھٹے گی نہیں۔ انسان ماں کے پیٹ میں نو ماہ کی زندگی گزار کر آیا۔ اس کے کان میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اذان و اقامت کی صورت میں سنوائی گئی جو دراصل عہد الست کی توثیق تھی کیونکہ ابھی تک لاشعوری کا دور باقی ہے اس کے بعد ہوش و حواس کی زندگی جس میں صحیح اور غلط کام کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے بے شمار جتن (حیلے۔ وسیلے۔ اور بہانے) روا رکھے۔ یہاں تک برزخی زندگی (انتظار گاہ) کے انتقال کا وقت آ پہنچا اور جوابی عمل جیتے جی وصول کر لیا گیا۔ حالانکہ وقت بھی بہت تھا۔ پرچہ بھی آسان جس کیلئے عقل کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی نقل کی۔

کارگزاری کی زندگی برزخ وحشر کی زندگی کے مقابلے میں کروڑوں حصہ بھی نہیں بنتی۔ کیونکہ وہاں کا ایک دن یہاں کے پچاس ہزار کے برابر ہے۔ لہذا انسانی زندگی بڑی طویل ہے۔ اس لئے اس کا مقصد اور نصب العین بھی بڑا عظیم ہے۔

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان ہونا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

عقل و شعور کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کا نصب العین متعین کیا جائے۔

"دولت مقصد حیات نہیں"

دولت ایک وقتی چیز ہے جو کسی مقصد کے حصول کا صرف وسیلہ تو بن سکتی ہے کامیابی و کامرانی مشروط نہیں' اسی طرح صرف کھانا پینا مقصد حیات نہیں۔ اس میں جانور اور انسان سب برابر ہیں۔ جس کا شعور رکھنے کیلئے تعلیم کی بھی ضرورت نہیں۔ پیٹ بھرنے کو مقصد حیات سمجھ لینا زندگی کی توہین ہے۔ "عزہ و جاہ مقصد نہیں" عزت اور جاہ کی خواہش ایک فطری ہے لیکن ضروری نہیں انسان جسے عزت سمجھ رہا ہوں۔ کیا خبر ذلت کا سبب بن جائے؟ لہذا اسکو زندگی کا نصب العین سمجھ لینا خام خیالی ہے۔

"حقیقی عزت"

حقیقی عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور مخلوق کے دلوں میں اُس انسان کی عزت و محبت آ جائے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرماتے ہیں کہ میں نے فلاں بندے کے ساتھ محبت کی ہے' تو بھی کر۔ حضرت جبرائیل آسمان اول کے ملائکہ میں اعلان کرتے ہیں کہ ہم سب نے محبت کی تم بھی فلاں

www.naqshbandiaowaisiah.com

بندے کے ساتھ محبت کرو اسی طرح سب آسمانوں میں اعلان محبت ہو جاتا ہے ملائکہ محبت کے بارے سب کو الہام کرتے ہیں۔ ملائکہ سفلی تمام محبوبان خدا کے قلوب میں الہام کرتے ہیں کہ تم سب فلاں بندے کے ساتھ محبت کرلو۔ فیو ضعُ لہ القبولُ فی الارض۔ اسکی مقبولیت پوری زمین میں پھیل جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام اور کئی اولیائے کرام کو دنیا سے گئے صدیاں بیت گئیں۔ لیکن جب انکے نام مبارک کا ذکر خیر ہوتا ہے تو ان کی عظمتوں کے سامنے گردنیں جھک جاتی ہیں۔ یہ محبت و عزت اللہ تعالیٰ سے چلی اور بندوں تک پہنچی۔ خواص سے شروع ہوئی عوام تک پہنچی۔

"حصول عزت کے اصول"

اس واسطے زندگی کے نصب العین پر نظر رہے جو آنے والی دائمی اور ابدی زندگی کی ضرورت ہے وگرنہ موجودہ زندگی اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں۔ بندے کا اپنا علم محدود ہے زندگی کا نصب العین تجویز کرنے والا بھی وہ ہے۔ جو زندگی کا خالق ہے فرمایا میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی اطاعت کیلئے پیدا فرمایا دارِ دنیا کے مختلف احوال میں اطاعتِ الٰہی موجود ہے۔

"دولت وافلاس میں اللہ تعالیٰ ملتاہے"

مذہب اسلام دولت کمانے پر قدغن نہیں لگاتا۔ بلکہ خرچ کرنے کا سلیقہ بتاتا ہے۔ انسان عشر، زکوۃ اور خیرات وغیرہ نکال کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

جس طرح حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ایثار مال پر بشارت دی۔ آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی تجارت کیلئے دعا فرمائی۔ جس سے مال و دولت کی اتنی بہتات ہوگئی کہ روم، مصر اور شام میں تجارتی کوٹھیاں بن گئیں آپؓ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ تین تین سو مہمان دستر خوان پر جمع ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر آپؓ بے اختیار رویا کرتے اور فرماتے اے اللہ! تیرے پیارے نبی کریمؐ کے دستر خوان پر کبھی ایک سے دوسرا کھانا جمع نہیں ہوا۔ اکثر اس گریہ زاری میں فاقوں پہ اکتفا کرتے فرمایا کرتے۔ کہ مہاجرین اولین پر اتنی غربت تھی کہ کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ مسجد نبویؐ میں بھوک سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہو جایا کرتے۔ حضور اکرمؐ کے چچا حضرت امیر حمزہؓ نے اس غربت میں شہادت پائی کہ کفن پورا نہ مل سکا۔ پاؤں مبارک پر گھاس ڈال کر کفن کو پورا کر دیا گیا۔ غربت میں بھی اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔ بشرطیکہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر میں معیت باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے جو باقی کسی عمل سے نہیں مل سکتی۔

دولت کی مثال عارف رومیؒ نے بڑی عجیب دی۔ کہ دولت ایک سمندر کی طرح ہے اور ہمارے دل کشتیوں کے مانند ہیں۔ اگر دولت دل سے باہر باہر ہے تو پار لگا کر آخرت (کامیابی) کے کنارے لگا دے گی۔ اگر یہ دل کے اندر رہ گئی تو دل بھی ڈوبا دل والا بھی ڈوبا۔ دل کے اندر صرف محبت الٰہی ہونی چاہئے دولت کی نہیں۔ قرآن حکیم نے احب الیکم کے ذریعہ یوں متنبہ کیا کہ اگر دولت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہو جائے تو پھر مصائب کا انتظار کرو۔

یوم آخرت امرا کا اپنا حساب کتاب۔ غربا ۵۰۰ سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔

ماہیچ	ندا ریم	غم	ہیچ	ندا ریم	
دستار	ندا ریم	غم	پیچ	ندا ریم	

ہم کچھ نہیں رکھتے اس لئے غم بھی کچھ نہیں ہم دستار ہی نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

رکھتے۔ بچ وغم کا فکر نہیں۔ اسلام کسی حالت میں بھی مایوس نہیں کرتا۔ نہ دولت مند کو یہ کہتا ہے کہ تو فقیر بن اور نہ فقیر کو کہتا ہے کہ تو دولت مند بن۔

"صحت ومرض"

ایک حدیث پاک میں ہے۔ سب سے بڑی نعمت جس پر رشک کیا جائے۔ وہ انسان کی صحت وتندرستی ہے۔ صحت مند کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تمام عبادات بخیر وخوبی ادا ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں بیمار کو افسوس نہیں کرنا چاہئے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! میں بیمار تھا۔ تو مجھے پوچھنے نہ آیا۔ میں مریض تھا۔ تو میری مزاج پرسی کو حاضر نہ ہوا۔ بندہ عرض کریگا۔ اے اللہ کریم! تو تو ہمارا رب ہے۔ آپ کو بیماری سے کیا تعلق؟ آپ تو ہر نقص اور عیب سے پاک ہیں۔ فرمائیں گے۔ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ اگر تو بیمار پرسی کیلئے آتا۔ تو مجھے اس کی چارپائی کے پاس پاتا۔ یعنی بیمار کو خاص تجلی لطف وکرم ملتا ہے۔

حضرت عمران بن الحصینؓ جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ ایک ناسور پھوڑے کی وجہ سے ۳۲ سال بیمار رہے۔ چت لیٹے رہتے تھے۔ پہلو بھی نہیں بدل سکتے تھے۔ لیکن چہرہ مبارک اتنا ہشاش بشاش کہ شاید کسی تندرست کو نصیب نہ ہو۔ وجہ پوچھی گئی فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا فیصلہ کر لیا تو اللہ کریم نے صبر کی وہ دولت عطا فرمائی کہ روزانہ ملائکہ میرے بستر پر مصافحہ کرتے رہتے ہیں۔ اور مجھے عالم غیب کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔

"موت کے وقت اللہ تعالیٰ ملتاہے"

جہاں زندگی بڑی نعمت ہے اس کے مقابلے موت سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضور کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

تحفتہ المومن الموت' او کما قال رسول اللہ ﷺ "مومن کا سب سے بڑا تحفہ موت ہے۔ جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ فرمایا ان الموت جسر' یصل الحبیب الی الحبیب" موت ایک پل ہے جس سے گزر کر حبیب اپنے محبوب حقیقی سے جاملتا ہے۔ اس لئے حضور کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ کریم! ہر اس شخص کے دل میں موت کی محبت ڈال جو میرے رسولؐ ہونے کا قائل ہے۔ لہٰذا ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے دل میں موت کی محبت زندگی سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کون سا دن ہوگا کہ اس گندے پُرفتن جہان کو چھوڑ کر پاک جہان میں جائیں گے۔ ابن الفارضؒ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو آٹھوں جنتیں منکشف ہو گئیں۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور یہ شعر پڑھا

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد رایت فقد ضیعت ایامی

اگر میری عمر بھر کی محنت کا ثمرہ یہ آٹھ کھلونے ہیں تو افسوس میری عمر ضائع ہو گئی اور مجھے کچھ نہ ملا۔ یہ کہنا ہی تھا۔ کہ آٹھوں جنتیں چھپا دی گئیں۔ تجلیات باری تعالیٰ سامنے آ گئیں۔ تو ان کی روح مبارک خوشی خوشی قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انسان ہر حال میں محبت الٰہی پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا کریم ہے کہ چھوٹے چھوٹے عمل پر بھی اپنی کرم نوازی کی بہتات کر دیتا ہے حضور کریمؐ کی ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے جو کھانا انسان خود کھاتا ہے۔ اگر پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لے اور آخر میں الحمدللہ کثر اپڑھ دے۔ غفر لہ' ماتقدم من ذنبہ. اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

"قبر کی عبادت"

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضور کریمؐ نے فرمایا **الا نبیاء احیاء فی قبورھم یصلون**. انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنی آنکھوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میدان عرفات میں لبیک لبیک کہتے دیکھا ہے۔ گویا حج بھی کرتے ہیں اور تلبیہ بھی پڑھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے مطاف میں چوڑے سینے اور حسین تر و تازہ چہرہ والا شخص دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی غسل کر کے نکلے ہیں۔ تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ مسیح ابن مریم علیہم السلام ہیں غرض انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح اولیائے کرام کو اپنے اپنے رتبہ کے مطابق عبادت کی توفیق ملتی ہے کیونکہ ارشاد نبویؐ ہے تمہارا حشر اس حالت میں ہوگا جس حالت میں موت آئے گی اور موت اُس حالت میں آئے گی۔ جس حالت زندگی گزاری ہوگی۔ اگر ذکر اللہ پر زندگی گزاری ہوگی تو موت بھی ذکر اللہ پر آئے گی۔ تو جب قبر سے اٹھے گا تو ذکر کرتے ہوئے اٹھے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ آدمی جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو منکر نکیر تین سوال کرتے ہیں۔ تو مسلمان کو عصر کا وقت ڈوبتے نظر آتا ہے۔ فرشتوں کو کہتا ہے **دعونی اصلی** مجھے چھوڑو نماز پڑھنے دو۔ باقی قبر سے فیض لینے اور دینے کی کیفیات اہل تصوف کا عنوان خاص ہے علامہ اقبالؒ کے انگریز استاد پروفیسر آرنلڈ نے ایک کتاب **Preaching of Islam** لکھی۔ جس میں برصغیر پاک و ہند میں اشاعت اسلام کے احوال ہیں۔ اس حوالے سے جب وہ خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے مزار مبارک تک پہنچا۔ تو دیکھا کہ عجیب ساماں ہے لوگ ایصال ثواب کے ساتھ ساتھ قبر مبارک کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ تو لکھ دیا **A man in the grave, Govering the people** میری سمجھ سے باہر ہے بندہ قبر میں ہے اور زندوں پر حکومت کر رہا ہے۔ واقعی سمجھ آجاتی تو مسلمان ہو جاتا۔

''میدان حشر اور جنت کی عبادت''

انسان جب میدان حشر کی حاضری کے لئے قبر سے اٹھے گا تو جس حالت میں موت آئی تھی یعنی اگر حج کرتے ہوئے موت آئی تھی تو میدان عرفات سمجھ کر اللہ اللہ یا لبیک کہتے ہوئے خواہش کریگا کہ نماز ادا کرلوں۔ جنت کے بارے فرمایا گیا جتنے جنتی ہونگے ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہوگا۔ یہ ارادتاً نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نفس میں رچ چکا ہوا تھا۔ ہر سانس کے ساتھ اللہ کا نام مبارک نکلے گا۔ جیسے پاس انفاس ہوتا ہے کہ ہر آنے والے سانس کے ساتھ اللہ اور جانے والے کے ساتھ ''ھو'' اللہ ھو اللہ ھو' جنت میں روزانہ نئے نئے مقامات پر ترقی ہوتی رہے گی۔ لہذا جنتی انسانی زندگی وسیع ہے اس کا نصب العین بھی وسیع تر ہے لہذا اس طرح نہ ہو جیسے اکبر اللہ آبادی نے کہا

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے
یعنی جینا اور مرنا ہے
اب رہی بحث رنج وراحت کی
یہ فقط وقت کا گزرنا ہے

بلکہ حقیقت حال بقول حکیم الاسلام یہ ہونی چاہئے

مقصد زندگی ہے طاعتِ حق
نہ کر فکر جہاں میں پڑنا ہے
رہ گیا عزہ وجاہ کا جھگڑا
یہ تخیل کا پیٹ بھرنا ہے

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار ......

قلزم فیوضات حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کے احوال تاریخ تصوف میں اپنی نوعیت کی واحد اور منفرد سوانح

"حیات طیبہ"

سے اقتباس ......

قسط نمبر 6

چکڑالہ میں اصلاح عقائد کے لئے آپ کی ایک تحریک گمراہ فرقوں کے لئے ناقابل برداشت تھی چنانچہ مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس موقع پر آپ کی برادری اور قبیلے نے بھرپور حمایت کی۔ اس ضمن میں حضرت جیؒ اکثر سلطان سرخرو نامی ایک بدمعاش مگر دلیر شخص کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے جس نے اپنے ساتھیوں سمیت آپؒ کی حمایت کی اور مخالفین کو سر نہ اٹھانے دیا۔ سرخرو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو قدموں میں بیٹھتا۔ حضرت جیؒ چارپائی پر بیٹھنے کے لئے کہتے تو وہ عرض کرتا "مولوی صاحب آپ عالم باعمل ہیں ہم بے دین اور جاہل' بھلا آپ کے برابر کس طرح بیٹھ سکتے ہیں؟ بس آرزو ہے کہ میری زندگی آپ کے دفاع میں خرچ ہو جائے۔ حضرت جیؒ کا انتہائی عقیدت مند تھا اور اکثر آپؒ کے ساتھ رہتا۔ 1963ء میں پرانی دشمنی کی وجہ سے کسی نے اسے میانوالی میں گولی ماردی۔ حضرت جیؒ اس کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے۔

"بے دینوں نے بھی دین کے لئے میری مدد کی ہے"

چکڑالہ سے جنم لینے والا "چکڑالوی فتنہ" بھی اسی زمانے میں نیست ونابود ہوا۔ عبداللہ چکڑالوی کے آخری جانشین کا عبرتناک انجام بیان کرتے ہوئے حضرت جیؒ فرمایا کرتے کہ وہ آخری عمر میں ہوش وحواس کھو بیٹھا اچھے برے کی تمیز نہ رہی اور مرنے سے پہلے اکثر کہا کرتا کہ اس کی لاش کو دفن کرنے کی بجائے جلا ڈالا جائے۔

عبرت پکڑو اے بصیرت والو! (الحشر۔۲)

حضرت جیؒ کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ آپؒ کا تحصیل علم کا زمانہ عمر عزیز کے فلاں سال سے فلاں سال تک محیط ہے یا ظاہری علوم کی تکمیل میں آپؒ نے اتنی مدت صرف کی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ کی پوری عمر تحصیل علم میں بسر ہوئی۔ کتب آپؒ کی بہترین رفیق ہوا کرتیں۔ بارہا دیکھنے میں آیا کہ کسی ملاقاتی نے آپؒ کی خدمت میں کوئی کتاب پیش کی تو آپؒ نے ایک ہی نشست میں نہ صرف پوری کتاب پڑھ ڈالی بلکہ اس پر سیر حاصل گفتگو بھی فرمائی اور اس دوران کتاب کے مندرجات کے بکثرت حوالے بھی دیئے۔ حافظہ کی ایک صورت انگریزی میں Photo Memory کہلاتی ہے' یعنی جو چیز نگاہ سے گزرے وہ ذہن میں تصویر کی صورت محفوظ ہو جائے حضرت جیؒ کے ہاں یہ خصوصیت اس سے کہیں آگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اعجاز کی ایک صورت تھی۔ جسے دیکھ کر علما بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

دنگ رہ جاتے۔

مکتب طریقت

ضلع سرگودھا کے ایک زمیندار مولوی محمد اکبر زمانہ طالب علمی سے حضرت جیؒ کے دوست تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران لام بندی ہوئی تو وہ بھی فوج میں بھرتی ہو گئے لیکن مقررہ تاریخ پر رپورٹ نہ کی۔ وارنٹ جاری ہوئے تو گرفتاری سے بچنے کے لئے چک نمبر ۱۴ خانیوال کا رخ کیا کہ حضرت جیؒ کے ہاں روپوش رہیں۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت جیؒ کی اہلیہ کا انتقال ہوا تھا اور ان کی تدفین کے بعد آپؒ بچوں کو لے کر چکڑالہ منتقل ہو چکے ہیں۔ مولوی محمد اکبر نے اب چکڑالہ کا رخ کیا۔ حضرت جیؒ سے تعزیت کے دوران تذکرہ کیا کہ وہ آپؒ کی اہلیہ محترمہ کی قبر پر بھی گئے تھے اور جہاں مشاہدہ ہوا کہ فرشتے انہیں اٹھائیسواں پارہ پڑھا رہے ہیں۔

آپؒ نے حیرت کا اظہار کیا۔

"فرشتے اٹھائیسواں پارہ پڑھا رہے ہیں؟"

مولوی صاحب نے جواب دیا۔

"میں نے قبر میں دیکھا' آپ سے تصدیق کرنا چاہتا تھا۔"

حضرت جیؒ نے فرمایا

'بات تو ٹھیک ہے' اٹھائیسواں پارہ پڑھتے ہی فوت ہوئی تھی'

اس واقعہ کا ذکر حضرت جیؒ کی ریکارڈ شدہ ایک کیسٹ میں محفوظ ہے۔ جس کے بعد آپؒ وضاحت فرماتے ہیں۔

"جو آدمی قرآن پڑھتے ہوئے فوت ہو گیا مثلاً پندرھویں' یا سولھویں سپارے کے دوران فوت ہوا اور نجات ہو گئی تو فرشتے پورا کر دیں گے' نجات کی شرط ہے۔

وہی سبق پڑھتے رہتے ہیں۔

حضرت جیؒ نے اہلیہ کو شادی کے بعد قرآن پڑھانا شروع کیا تھا اور ابھی اٹھائیسواں پارہ مکمل نہ ہوا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ بات صرف حضرت جیؒ کے علم میں تھی۔ اٹھائیسواں پارے کے متعلق یہ انکشاف باعث حیرت تھا آپؒ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد اپنے متعلق فرمایا۔

"میں اس وقت حضرت صاحب کے حلقے میں نہ آیا تھا' پرانی بات ہے میں تو ان باتوں کو نہیں جانتا تھا' کشف قبور ہوتا ہے یا اس طرح کی کوئی بات ہوتی ہے۔ بس اس کے بعد میرے خیالات بدل گئے۔ یہ چیز حاصل کرنی چاہئے تاں میں ہولے ہولے حضرت صاحب کی خدمت میں گیا"

حضرت جیؒ کا یہ ارشاد ہے کہ "اس کے بعد میرے خیال بدل گئے۔ یہ چیز حاصل کرنی چاہئے"۔ دراصل اظہار انابت تھا جو علوم باطنی کے حصول کے لئے پہلی شرط ہے آپؒ کی والدہ ماجدہ کے خواب میں آپؒ کے لئے دو تھیلیاں عطا ہوئی تھیں یعنی علوم ظاہر و باطن اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد باطنی علم کا آغاز اب نوشتہ تقدیر کا اگلا ورق تھا۔

1942ء میں اہلیہ کی وفات کے بعد حضرت جیؒ نے چکڑالہ کی چٹی مسجد کو درس وتدریس اور علمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اس دوران مزید علمی تحقیق کے لئے آپؒ نے علما کرام اور اساتذہ سے روابط کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ حضرت جیؒ اپنے اساتذہ کرام میں سے چک نمبر 10 شمالی (سرگودھا) کے استاد محترم کا خاص طور پر ذکر فرمایا کرتے کہ وہ بہت فاضل اور انتہائی سادہ تھے اور آپؒ کو ان سے بہت انس تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ان کے بیٹے بھی حضرت جیؒ کے ہم مکتب رہ چکے تھے۔ آپؒ چک نمبر 10 آتے تو یہاں کئی روز قیام فرماتے اور ساتھ ہی علمی تحقیق کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ ایک مرتبہ یہاں قیام کے دوران حضرت جیؒ کے استاد محترم کے بیل چوری ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

گئے۔ اس علاقے کا مخدوم خاندان اپنی علم دوستی اور خدمت خلق کے لئے مشہور تھا چنانچہ مشورہ ہوا کہ بیلوں کی بازیابی کے لئے مخدوم حضرت سے رابطہ کیا جائے حضرت جیؒ اپنی تعلیم کے ابتدائی دور میں کچھ عرصہ لنگر مخدوم میں بھی گزار چکے تھے اور اس علاقہ سے خواب واقف تھے بیلوں کی تلاش کی مہم حضرت جیؒ کے سپرد ہوئی تو آپؒ لنگر مخدوم روانہ ہو گئے۔

یہاں ایک مرتبہ پھر حضرت جیؒ کے حالات زندگی میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ایک اہم واقعہ کی جھلک نظر آتی ہے۔

ترجمہ۔ ''مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا آگ کا انگارا لے آؤں''۔ (القصص۔۲۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت کیا خبر تھی کہ بظاہر آگ کی تلاش وصل الٰہی کا سبب بن جائے گی۔ اسی طرح حضرت جیؒ کا بیلوں کی تلاش میں نکلنا دراصل راہ سلوک پر اٹھنے والا پہلا قدم تھا جس کی منزل بھی وصال باری تعالیٰ ہے بظاہر یہ ایک عام سا واقعہ تھا جو آپؒ کی زندگی کا اہم ترین موڑ ثابت ہوا۔ حضرت جیؒ کے لنگر مخدوم کی سمت اٹھنے والے قدموں کے ساتھ ہی ایک نئے باب کا آغاز ہوا جو نہ صرف آپؒ کی زندگی میں وصال باری تعالیٰ کی روشنیاں بکھیر گیا بلکہ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کے ان لاکھوں بندوں کی تقدیریں سنورنے کی تمہید بھی تھا جن تک حضرت جیؒ کی وساطت سے یا آپؒ کے شاگردوں کے ذریعے یہ دولت پہنچنا تھی۔

حضرت جیؒ کی زندگی میں یہ واقعہ کب پیش آیا؟ اس ضمن میں بعض تحریوں میں **1936**ء یا **1937**ء کا ذکر ملتا ہے جو آپؒ کے حالات زندگی کی زمانی ترتیب کے مطابق درست نہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت جیؒ کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا اور آپ' اہلیہ اور شیر خوار بیٹی صغریٰ کے ہمراہ چک نمبر **13** (خانیوال) میں درس وتدریس کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے۔ ۱۹۳۹ء میں بیٹے عبدالرؤف کی پیدائش ہوئی اور ۱۹۴۲ء میں اہلیہ کا انتقال ہوا جو خانیوال کے اسی چک میں آسودہ خاک ہیں اس زمانے میں حضرت جیؒ کا بیوی بچوں کو ایک دور افتادہ چک میں اکیلے چھوڑ کر لنگر مخدوم میں مسلسل تین سالہ قیام' جوان روایات کے مطابق ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۰ء کا دور ہونا چاہئے۔ قرائن اور واقعات کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں۔ حضرت جیؒ کی زندگی کے اس اہم ترین واقعہ کے درست سن کے تعین کے لئے حضرت صاحبؒ کے حلقہ میں نہ آئے تھے۔ اس دور کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؒ نے چار عالمی واقعات کا بھی ذکر فرمایا تھا۔

''دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کا فرانس پر حملہ' میز ولائن اڑائی' برطانیہ فرانس کی مدد کے لئے آیا اور ہندوستان میں عالم لام بندی کے ذریعے لاکھوں فوجیوں کی روانگی''۔ میز ولائن عبور کرنے اور فرانس پر جرمنی کا حملہ وسط ۱۹۴۱ء کے واقعات ہیں جبکہ ہندوستان سے فوجیوں کی وسیع پیمانے پر نقل وحرکت اکتوبر ۱۹۴۱ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۴۲ء میں مکمل ہوئی۔ حضرت جیؒ فرماتے ہیں۔ ''تاں میں ہولے ہولے حضرت صاحب'' کی خدمت میں گیا۔ حضرت جیؒ کی اس ریکارڈ شدہ روایت کے مطابق آپؒ کی زندگی میں تصوف کا آغاز ۱۹۴۲ء میں ہوا۔

بیلوں کی تلاش میں حضرت جیؒ لنگر مخدوم پہنچے اور مخدوم شیر محمد سے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حسب توقع ان کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ مزید پیش رفت کے لئے وقت درکار تھا چنانچہ آپؒ گاؤں کے چوپال میں چلے آئے اس زمانے میں گاؤں کا چوپال مرکزی نشست گاہ ہوا کرتا تھا۔ دوپہر کے وقت لوگ آرام بھی کرتے اور گپ شپ بھی جاری رہتی۔ عجیب زمانہ تھا کہ دیہات کے چوپالوں میں بھی دینی مسائل زیر بحث آتے۔ (جاری ہے)

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسط نمبر 10

سلسلہ وار..................

قرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ' کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟..............

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

"غبـــار راہ"

اللہ کریم کے دو صفاتی نام ہیں' باسط اور قابض۔ انسانی حیات پر اُن کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے سب اللہ کریم کی طرف سے بطور رزق نصیب ہوتا ہے زندگی' بچپن' جوانی' بڑھاپا' طاقت' کمزوری' صحت' بیماری' دولت' غربت یہ سب انہی صفات باری کے مظاہر ہیں جب کسی پہلو پہ بسط ہوتی ہے تو اس میں فراخی آ جاتی ہے اور اگر قبض ہو تو تنگی۔ مگر انسان اللہ کو بھول کر صرف اور صرف اپنی کوششوں میں سر کھپاتا رہتا ہے۔ اظہار بسط ہو تو شکر نہیں کرتا اپنی عقلمندی کے گیت گاتا ہے قبض ہو تو شکوے کرنے لگتا ہے صبر کے ساتھ دعا نہیں کرتا' حالانکہ درست طریقہ یہی ہے کہ اصل تو حیات آخرت ہے جس کی تعمیر ضروری ہے اور جس کے لئے اطاعت الٰہی ہی واحد راستہ ہے لہذا مومن کی شان یہ ہے کہ بسط میں بھی شکر ادا کرے اور اطاعت گزار ثابت ہو۔ قبض میں بھی اللہ ہی کو پکارے اور صبر و شکر کرے تو یہ حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح صاحب حال لوگوں کو علم ہونا چاہئے کہ احوال قلبی میں بھی ان صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ بسط میں دو عالم منکشف ہو جاتے ہیں اور قبض میں اپنے مراقبات و مقامات تک سمجھ نہیں آ رہی ہوتی۔ مگر یہ دونوں حال وارد ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا بسط میں فخر کی ضرورت نہیں اور قبض میں مایوس ہونے کی۔ بلکہ ہر دو حال مزید ذکر الٰہی کا تقاضا کرتے ہیں لیکن نادان انسان خود کو ان حالات میں الجھا کہ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور یوں بہت بڑا نقصان اٹھاتا ہے۔

آپ دیکھیں! اگر بادشاہ مصروف ہے تو ایک خاکروب کے پاس بھی وقت نہیں۔ اگر اسے حکومت اور ممالک سے مقابلہ درپیش ہے تو آتے برادری میں ناک رکھنی ہے اور یوں اس قدر الجھ جاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی سے کہتے' ان پر کوئی خاص نشانی کیوں نہیں اترتی؟ یعنی ان کے خیال باطل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک' جو خود ایک معجزہ ہے بچپن' لڑکپن اور جوانی کی ایک ایک ادا معجزہ ہے۔ ذرا اُس حال اور پس منظر کو دیکھیں اور پھر دریتیم کو جس کا ثانی ساری تخلیق میں نہیں' پھر اللہ کی کتاب اور بے شمار معجزات مگر ان کو جیسے کچھ نظر ہی نہیں آیا اور ابھی کسی نشانی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

فرما دیجئے! کہ تم نے گناہ کر کے اللہ سے بات بگاڑ لی ہے اور اس حد تک کہ اب اللہ کی طرف سے تمہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی تمہارے دل سیاہ ہو کر انابت سے خالی ہو چکے ہیں اور اللہ تو تمہیں ہدایت کی توفیق بخشتے ہیں۔ جن کے دل میں انابت یعنی اللہ کو پانے کی آرزو پیدا ہو جائے' انسان کے تو بس میں صرف یہی فیصلہ ہے کہ اسے اللہ کریم کو پانا ہے یا دوسرے راستے پر چلنا ہے اور بس۔ اگر اُس نے دل کی گہرائی سے ہاں کہہ دی تو اللہ اُسے اپنی راہ دکھا دیتے ہیں۔ پھر اُسے نہ صرف ایمان نصیب ہوتا ہے بلکہ اس کے دل کو اللہ کے ذکر ہی سے قرار ملتا ہے یعنی ذکر الٰہی کے بغیر اس کے ہاں زندگی کا کوئی تصور نہیں رہتا اور یاد رکھو' دلوں کا قرار ہے ہی صرف اللہ کی یاد میں' جو اللہ کے ذکر سے محروم ہوں' ان کے دلوں کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ اسی سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور نیکی کی توفیق ارزاں ہوتی ہے عمل صالح کی توفیق ملتی ہے جس پر ابدی راحتوں کا مدار ہے ایسے ہی لوگ خوش نصیب ہیں اور حسن انجام انہی کو مبارک ہو۔

یہ چند حروف جو حافظے میں تھے' لکھ دیئے ہیں پھر تو کل دن بھر مصروفیت

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہی بچوں کے ساتھ بازار جانا ہوا اور عصر کے بعد اہلیہ عمرہ کرنے چلی گئیں مگر میں تھکا چکا تھا نہ جا سکا۔ شام کو پھر ذکر تھا' رات ملنے ملانے والوں نے ایک بجے تک مصروف رکھا۔ کوئی دو گھنٹے آرام کیا اور تین بجے اٹھ گئے۔ بچوں کو تیار کیا آج انہیں واپس جانا تھا' ساتھ احباب کو بھی جانا تھا۔ لہذا اعلی الصبح وہ چلے گئے۔ واپس آ کر سو گیا۔

اب اُٹھ کر غسل کیا' یہ چند سطور لکھیں۔ دوپہر کے سوا بارہ بج رہے ہیں۔ ڈیڑھ بجے ہوائی اڈے پہ جانا ہے اور شام انشاء اللہ نیروبی' جو افریقہ میں کینیا کا دارالخلافہ ہے۔ اب باقی باتیں انشاء اللہ وہاں پہنچ کر ہوں گی۔

تب تک اللہ حافظ!

۳ فروری' نیروبی

کل شام ۳۵-۳ پر جہاز جدہ کے ہوائی اڈہ سے اڑا اور بحر احمر کے اوپر سے پرواز کرتا ہوا نئے براعظم افریقہ میں داخل ہوا۔ اکثر بادلوں کی موٹی تہہ ہی نظر آتی رہی۔ جہاں کہیں بادل تھے وہاں نیچے پہاڑ اور تقریباً ہر وادی میں دریا نظر آتے تھے۔ ساڑھے تین گھنٹے کی پرواز کے بعد نیروبی پہنچا۔

ہوائی اڈے کی عمارت اگرچہ واجبی سی ہے اور شاید اس لئے واجبی سی نظر آتی ہے کہ جدہ اور خصوصاً ریاض جیسے ہوائی اڈے دیکھنے کے بعد تو تاثر یہی ہونا چاہئے' ورنہ بہت اچھی عمارت ہے ہاں! رن وے وسیع ہیں' حد نگاہ تک ہر طرف سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ یہاں مغرب ہو رہی تھی۔ کالے عیسائیوں کی حکومت ہے مگر لوگ اچھے ہیں' کسٹم اور امیگریشن والوں کا رویہ دوستانہ تھا۔

یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ مجھے تو کبھی اپنے ملک میں یا پھر باہر کسی ملک میں کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ یہاں عام لوگوں سے بھی کم از کم بات اچھے انداز میں کر رہے تھے۔ محمد سالم کچھ احباب اور کاروں کے ساتھ منتظر تھا۔

باہر آتے آتے مغرب بھی قضا ہو گئی کہ جہاز سے سامان کے آنے میں کچھ وقت تو ضرور لگتا ہے۔ بہرحال گاڑیوں میں بیٹھ کر شہر آئے اور ٹھکانے پہ پہنچ کر عصر' مغرب قضا کیں۔ عشا پڑھی' کھانا کھایا اور سو گئے۔

جو معلومات کھانے پہ حاصل ہوئیں وہ یہ تھیں کہ ملکی آبادی میں تقریباً پچیس فیصد مسلمان ہیں' اتنے ہی عیسائی' باقی دوسری اقوام۔ مذہبی آزادی ہے شہر میں بیس سے زائد خوبصورت مساجد ہیں۔ اذانیں ہوتی ہیں اور لوگ کثرت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کی طرف سے بہت دینی کام ہو رہا ہے شیعہ اور مرزائی بھی ہیں۔ لوگ انگریزی خوب جانتے ہیں۔ یہاں کی اپنی زبان سواہیلی اور سکہ کینین شلنگ ہے جو تقریباً پاکستانی کرنسی کے برابر ہی ہے۔ علماء نے بہت سے مدرسے بنا رکھے ہیں اور اکثر لوگ عربی بھی خوب جانتے ہے ایشائی تقریباً سب ہی اردو جانتے ہے بہرحال ماحول اچھا اور پرامن ہے سیاحوں کی بھی بہت بھیر رہتی ہے اور تہذیب مغرب نے بھی بہت سے ساحلوں پر اپنی قباحت پھیلا رکھی ہے اب یہ فرد پر منحصر ہے کہ وہ مسجد کا رخ کرتا ہے یا ساحل سمندر کا اس ملک کی جنگلی زندگی بھی قابل دید ہے کل کا دن اور آدھا دن پرسوں کا ہے دیکھیں اگر موقع ملا تو جو دیکھا' لکھ دیں گے

آج صبح فجر ادا کرنے مسجد میں گئے تو درس قرآن کا موقع نصیب ہوا' یہاں لوگ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر آرام کرتے ہیں اور اٹھ کر ناشتہ کر کے آٹھ بجے کام پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان ممالک میں بیکار رہنے کا تصور کم ہے۔ ہاں' نیم مہذب لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔ اس لئے فجر کے بعد لوگ کم بیٹھے ہیں مگر الحمدللہ لوگ بیٹھ گئے اور میں نے بھی کوشش کی کہ زیادہ وقت نہ لوں تاکہ بات بھی ہو جائے اور کسی پر بوجھ بھی نہ ہو لہذا مناسب وقت ہی لیا۔ سورہ یونس کی آیت نمبر ۲۳ کا آخری حصہ تلاوت کیا۔ جس کا مفہوم یوں ہے'

اے انسانو اگر تم اللہ کے حکم سے بغاوت کرتے ہو تو اس کا وبال تم ہی پر پڑتا ہے کہ حیات دنیا تو لمحاتی بات ہے اور تمھیں اس کے روبرو پلٹ کر جانا ہے' جہاں وہ تمھیں تمھارے ہی اعمال کی خبر دے گا۔''

تو اسلام اور دین حق نے اولاد آدم علیہ اسلام پر محض رسومات کا بوجھ نہیں ڈالا بلکہ دنیا میں رہنے کا بہترین اور آسان طریقہ تعلیم فرما دیا جس کے مقابلے میں مذاہب باطلہ کو دیکھا جائے تو انہوں نے ایسی ایسی رسومات مذہب کے نام پر ایجاد کیں جن میں انسان مزید بوجھ تلے دب جاتا ہے اور زندگی مشکل ہو جاتی ہے مگر اسلام نے بنیادی طور پر فرمایا کہ دنیا میں سب

www.naqshbandiaowaisiah.com

کچھ تمھارے ہی لئے پیدا فرمایا گیا ہے لہذا اس سے فائدہ اٹھاؤ آرام حاصل کرو۔ پھر کچھ چیزوں سے روک دیا۔ وہ چیزیں سائنس کی نظر سے بھی انسان کے لیئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ کچھ کاموں سے روکا۔ وہ کام ایسے ہیں جن میں دوسرے کے حقوق پر زد پڑتی ہے۔ لہذا اسلام نے کسی کام سے روکا نہیں بلکہ ہر کام کو کرنے کا ایک سلیقہ دیا ہے اور یہ عین انسانی مزاج کے مطابق ہے۔ جیسے ایک جوتا ایک معمولی چیز ہے ہم ہر وقت استعمال کرتے ہیں مگر بنانے والے نے جو دائیں پاؤں کے لیئے بنایا اسے دوسرے پاؤں میں ڈالیں تو تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ راحت تب ہی ہے جب بنانے والے کے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق استعمال کریں' تو اتنی وسیع کائنات میں رہنے بسنے کے لیے اور بے شمار نعمتوں کو استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بنانے والے کے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق اسے استعمال کریں اور یہی اسلام ہے

اب جس نے اس قدر نعمتیں عطا فرمائیں' اتنا احسان فرمایا جب یہ شعور نصیب ہوتا ہے تو لامحالہ اس کا شکر ادا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کے لیے عبادات کا حکم عطا فرما دیا۔ اسی لئے یہاں ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اللہ کے قانون سے بغاوت کرتا ہے تو اللہ کا یا اللہ کے دین کا کوئی نقصان نہیں ہوتا' الٹا اس کا اپنا نقصان ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں بھی اپنے لئے پریشانیاں پیدا کر لیتا ہے لیکن اگر کوئی اس جہالت میں گرفتار ہو کہ اُس نے بہت دنیا جمع کر لی یا بڑا فائدہ حاصل کیا حالانکہ ایسا ہوتا نہیں ملتا وہی ہے جو اللہ کریم دیتے ہیں' لیکن اس کے باوجود بھی دنیا کی حیٰوۃ تو چند روزہ ہے آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلے میں تو اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں اور آخروی زندگی کی ابتدا ہی اس بات پر ہے کہ آپ کو واپس اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور وہاں وہی بات سامنے آجائے گی لہذا یہ انسانیت کی ضرورت ہے کہ وہ اطاعت الٰہی اختیار کرے' جو سنت خیر الانام ﷺ کے مطابق ہے۔ اللہ کریم ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

۴ فروری ۱۹۸۹ء

کل کا دن تو بس آرام ہی کرتے رہے عصر کے بعد نیروبی شہر کے دیکھنے نکلے موٹر میں چکر لگایا۔ مقامی آبادی کا رنگ کالا اور لباس انگریزی ہے کہ یہ بھی انگریزی تسلط سے ۱۹۶۳ میں آزاد ہوئے ہیں مگر اب تک بہت سنبھل چکے ہیں' شہر خوبصورت عمارات اور کشادہ سڑکوں' سرسبز پارکوں اور بے شمار کاروں سے بھرا ہوا ہے اگر چہ بازار پانچ بجے بند ہو جاتے ہیں مگر لوگوں کے ہجوم خصوصاً منی اور لوکل بسوں کے سٹاپ پر بہت نظر آئے بڑی بلند اور جدید عمارتیں ہیں مشہور بین الاقوامی ہوٹلوں کی بہت بڑی بڑی عمارتیں بھی وسط شہر میں ہیں۔ ہلٹن ہوٹل کی عمارت تو حبیب بنک پلازہ کراچی کی مانند ہے۔ اسمبلی کی عمارت اور ایک کانفرنس ہال' جس کی عمارت پرانی افریقی جھونپڑیوں کی طرز پر بنائی گئی ہے گول مٹول اور بتیس منزل بلند ساتھ چھپر کی طرح مخروطی چھت والی تقریباً بارہ منزلہ مگر دونوں جدید شیشے کی بنی ہوئی ہیں قدیم اور جدید کا حسین امتزاج ہیں۔

چائے' کافی' فروٹ' سبزی سب کی الگ الگ منڈیاں جو برآمد بھی کرتی ہیں' اپنی اپنی الگ الگ عمارت رکھتی ہیں ہاں شہر کے ایک طرف ریلوے سٹیشن لاہور ریلوے سٹیشن جیسا ہے غالباً انگریز نے بنایا ہوگا' ہر رنگ' ہر قد کاٹھ اور ہر نسل کی کار نظر آتی ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اب کاروں کی در آمد بند ہے اور اندرون ملک اسمبل کی جاتی ہیں۔

بڑی بڑی خوبصورت مساجد ہیں' شہر کے وسط میں جامع مسجد بہت خوبصورت ہے جو سعودیہ نے بنائی ہے اور ساتھ ایک عمارت بنا کر اس میں سعودی ایئر لائنز کا دفتر بنا دیا ہے جس کا کرایہ مسجد کو آتا ہے اس طرح سعودی حکومت بھی یہاں علما اور مساجد کی بہت خدمت کر رہی ہے یہ سعودی ایئر لائن بھی عجیب شے ہے اندرون ملک بڑی شریف مگر جیسے ہی جدہ سے نیروبی کے لئے جہاز اڑا تو انگریز کپتان نے فلم لگا دی غالباً اتنی فحش فلم یورپ کے سفر میں بھی نہ دیکھی ہوگی اور یہ ہمارا سعودیہ کے ساتھ آخری سفر تھا اس دورے میں اب ہم یہاں سے متحدہ عرب امارات اور وہاں سے وطن اپنی پی آئی اے سے سفر کریں گے انشاء اللہ۔

(جاری ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

بذریعہ خط تعویذ
بھجوانے کا سلسلہ بند

شیخ المکرّم مدظلہ' اپنے نام آنے والی تمام ڈاک خود دیکھتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ سہولت میسر تھی کہ خط لکھ کر تعویذ منگوائے جا سکتے تھے۔ بے شمار لوگوں نے اس آسان طریقہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعویذ حاصل کئے لیکن اب بذریعہ خط تعویذ بھجوانے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے کیونکہ تعویز حاصل کرنے کے خواہش منداحباب کی ڈاک بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے شیخ المکرّم کی بے پناہ مصروفیات کے باعث یہ ممکن نہیں رہا تھا۔ اس لئے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اب کسی بھی شخص کو بذریعہ خط تعویذ نہیں بھیجا جائے گا۔ البتہ دارالعرفان منارہ تشریف لا کر تعویذ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جو شخص کسی وجہ سے خود آنے سے قاصر ہو وہ اپنے کسی عزیز یا ملازم وغیرہ کو دارالعرفان منارہ بھیج کر تعویذ حاصل کر سکتا ہے۔

میں تعویزوں کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں اس بات کے خلاف ہوں کہ خدا کو بھول کہ مخلوق پر بھروسہ [illegible] لیا جائے۔ تعویزوں کو بھی اس حد تک رکھیں جس حد تک آپ میڈیکل سائنس سے مدد لیتے ہیں۔ تعویذ والے طبقوں کا اب ہمارے ہاں حال یہ ہے کہ ایک طبقے نے شرک قرار دے دیا ہے' یہ ایک انتہا ہے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ لوگ علاج کے شرعی' طبی اور فطری طریقے چھوڑ کر تر ے کاغذ کے ٹکڑے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ آپ علاج کے لئے تعویذ ضرور لیں لیکن علاج کا جو طریقہ قدرت نے بنا دیا ہے وہ بھی ساتھ کریں۔ سر میں درد ہو تو سر کاٹنا اس کا علاج نہیں ہوتا اگر لوگ تعویذ کے موجودہ طریقوں سے گمراہ ہو رہے ہیں تو اس گمراہی کو روکنا چاہئے اس طریقہ کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

(امیر مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ')